حکومت پر تعین کیا اور اُن لوگون مین سے کہ یزید نے سلم کے ہمراہ کیئے تھے مہلب بن ابی صفرہ تھا اور سلم نے اسپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو سیستان کی امارت پر بھیجا جب اُسنے سُنا کہ کابل کے بادشاہ نے تمرد کر کے عبداللہ ابن زیاد کو کہ اُنکا حاکم تھا قید کیا ہی لہذا لشکر جمع کر کے اہل کابل کے محاربہ کو متوجہ ہوا اور جنگ عظیم اور معرکۂ شدید کے بعد ہزیمت کھائی اور ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور جب یہ خبر سلم بن زیاد کو پہونچی طلحہ بن عبداللہ بن خلیف خزاعی کو کہ طلحۃ الطلحات مشہور ہے کابل کی طرف روانہ کیا اور اُسنے جاکر ابوعبیدہ کو پانچ لاکھ درم دیکر کابلیون کی قید سے نجات بخشی اُسکے بعد سلم نے سیستان کی حکومت طلحہ کو ارزانی رکھی اور غور اور بادغیس کی فوج کابل کی طرف بھیجی اور وہان کے باشندون کو جبرا اور قہرا مطیع اور فرمانبردار کیا اور خالد بن عبداللہ کو کہ بعض کہتے ہین نسل خالد بن ولید سے تھا اور بعض کہتے ہین ابوجہل کی نسل سے ہے کابل کی حکومت سے معزول ہوا عراق عرب کی طرف مراجعت شاق اور دشوار تر جانکر حاکم جدید کے خوف سے مع عیال و اطفال اور ایک جماعت مردم عرب سے اعیان کابل کی ہدایت سے کوہ سلیمان پر کہ ملتان اور پیشاور کے مابین مین واقع ہی جاکر متوطن ہوا اور اپنی بیٹی ایک افغان معتبر کو کہ شرف اسلام سے مشرف ہوا تھا حبالۂ نکاح مین لایا اور اُس لڑکی سے بہت فرزند متولد ہوئے اُنمین سے دو شخص ساتھ مزید شہرت کے ممتاز ہوئے ایک لودی اور دوسرا سور اور گروہ افغانان لودی اور سور اسی جماعت سے ہین اور مطلع الانوار کہ ایک مردم ثقہ کی تصنیف ہی اور وہ کتاب برہانپور خاندیس مین مطالعہ ہوئی اُسمین یون تحریر تھا کہ افغان قبطیہ فرعون ہین جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اُس کافر پر غالب ہوئے اکثر قبطیون سے تائب ہوکر دین موسیٰ مین آراستہ ہوئے اور ایک جماعت کہ فرعون کی دوستی اور اُسکی خدائی مین صلب تھے نہایت جہل سے اسلام اختیار نہ کیا اور جلاوطن ہوئے اور ہندوستان مین آنکر کوہ سلیمان مین استقامت کی اور قبائل کی کثرت سے افغان موسوم ہوئے جسوقت کہ ابرہہ نے کعبہ پر چڑھائی کی تھی بہت سے کفار دور و نزدیک نے اُسکی متابعت اختیار کی از انجملہ افغانون کے گروہ نے بھی وقت معہود پر ابرہہ کا ساتھ دیا اور جب مکہ معظمہ مین پہونچے قہر الٰہی سے سزایاب ہوکر بحر عدم مین غرق ہوئے القصہ افغانان سلمان کا گروہ زراعت اور تحصیل مائدہ معاش مین مشغول ہوئے اور خداوند اسپ و گاؤ و گوسفند بسیار ہوئے اور ہمراہ اہل اسلام جو محمد قاسم کے ساتھ سند کے رستہ سے ملتان مین آنکر متوطن ہوئے تھے رابطہ آشنائی اور ضابطہ آمد و شد کا بہم پہونچایا اور سنہ ایک سو تینتالیس مین جب اُنکی اولاد کثرت سے ہوئی کوہستان مین برآمد ہوئے مواضع معمورۂ ہندوستان پر مثل کرماچ اور پیشاور اور شنوران پر متصرف ہوئے اور لاہور کے راجہ کو کہ اجمیر کے راجہ سے قرابت رکھتا تھا افغانون کے دفع فساد کا آہنگ کر کے ایک اپنے امرا مین سے ہزار سوار سے اُنپر تعین کیا اور افغان بھی جنگ و جدال پر آمادہ ہوکر مقابل ہوگئے اور اکثر ہندوون کو تہ تیغ کیا اور اس قضیہ کے بعد لاہور کے راجہ نے اپنے بھتیجے کو دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ سے افغانان سرکش کے تدارک کے واسطے روانہ کیا اور اس مرتبہ خلج اور غور اور کابل کے آدمی کہ زیور اسلام سے مزین تھے افغانون کی امداد اپنے ذمۂ ہمت واجب اور مفروض سمجھکر چار ہزار مرد مقاتل مدد کو آئے اور اُن لوگون نے مستظہر ہوکر کے علم مقاومت کا بلند کیا اور پانچ مہینے کے عرصہ مین ستر بار کفار سے لڑے اور اکثر محاربات مین غالب ہوئے اس اثنا مین سرما کی فوج نے کفار پر تاختت لاکر عاجز کیا سب جنگ سے دست کش ہوکر پلٹ آئے اور موسم زمستان کے بعد لاہور کے راجہ کا بھتیجا لشکر

تازہ وجدا بیگر اسطرف متوجہ ہوا اور اس مرتبہ بھی اہل کابل اور خلج بدستور سابق افغانون کی کمک کو پہونچے اور کرماج اور پشاور کے مابین مین فریقین نے داد جوانمردی اور دلاوری کی دی کبھی کفار جنگ پیش لیجا کر مسلمانون کو کوہستان تک پسپا کرتے تھے اور گاہے اہل اسلام شیر کیطرح حملہ آور ہو کر کفار کو بارش تیر اور ضرب شمشیر سے اپنے مکانونکی طرف سے ہٹاتے تھے جب موسم برسات کا آیا فوج کفار نے آب نیلاب کی سیلابی کے اندیشہ سے بغیر اسکے کہ غالب مغلوب سے معلوم ہو اپنے مقام مین مراجعت کی اور باشندہ ہاے کابل اور خلج بھی اپنی جگہ اور مقام کیطرف راہی ہوئے جو شخص اُنسے پوچھتا تھا کہ احوال مسلمانان کوہستان کا کہانتک پہونچا ہے اور کیا صورت پیدا کی ہے یہ جواب دیتے تھے کہ کوہستان نکو افغانستان کہو کسواسطے کہ وہان افغان اور غوغا کے سوا دوسری چیز نہین ہے ظاہرا (کفار ۱۲) معلوم ہوتا ہے کہ خلائق اسی سبب سے اپنی بولی مین اُنکے مکانات کو افغانستان اور اُنکے جسم کو افغان کہتے ہین لیکن جو ہندی اپنی زبان مین اس فرقہ کو پتان یعنی پٹھان کہتے ہین وجہ تسمیہ کی معلوم نہین ہے لیکن ذہن نشین یہ ہوتا ہے کہ عہد سلاطین اسلام مین پہلی مرتبہ جو (یعنی افغان ۱۲) ہند مین آئے جو پٹنہ مین ساکن ہوئے اہل ہند اُنکو پٹھان کہنے لگے والعلم عند اللہ چونکہ اندنون مین لاہور کے راجہ اور کفار گکھر کے درمیان موافقت سے مخالفت سے مبدل ہوئی گکھران قرب و جوار کے سبب افغانونکے شریک و متفق ہوئے اور راجہ نے افغانون سے صلح کی اور منازعت کی بساط لپیٹی اور چند مواضع لمغانات سے افغانون کو واگذاشت کیے اور قوم خلج کو کہ افغانون کے طفیل اس صحرا مین بیٹھے تھے اس شرط سے اُنکا شریک کیا کہ سرحدونکی محافظت مین مشغول رہین ایسا نہو کہ لشکر اسلام ہندوستان مین داخل ہو اور افغانون نے کوہستان پشاور مین ایک حصار تیار کرکے خیبر نام رکھا اور اس ولایت پر وہ متصرف ہوئے اور عہد ملوک سامانیہ مین مجبور ہو کر مزاحمت اُنکی ولایت لاہور مین پہونچی اس سبب سے تاخت اور تاراج سامانیہ اول سے آخر تک سندھ اور بہاطنہ کیطرف تھی اور روہ عبارت ہے کوہستان مخصوص سے کہ باعتبار طول سواد بجور سے تا قصبہ سیوی تک کہ بکر سے توابع ہے اور باعتبار عرض حسن ابدال سے کابل اور قندھار اور حدود اس کوہستان تک تابع ہوئی اور جب حکومت غزنین کی نوبت الپتگین کو پہونچی سبکتگین کہ ایک سپہ سالار تھا اور وہ اکثر اوقات لمغان اور ملتان پر تاخت لا کر غلمان اور جواری کو اسیر اور قید کرتا تھا افغان اسکے مقابلہ سے عاجز ہوئے اور پنجاب کے راجہ کو جسکا نام جیپال تھا سبکتگین کے تسلط سے پیغام دیا جیپال جو کہ خوب جانتا تھا کہ ہندوستان کی فوج شدت سرما سے اُن سرحدون مین توطن نہ کر سکیگی اسواسطے بہاطنہ کے راجہ سے مشورہ کیا اور اسکے کہنے سے شیخ حمید کو کہ افغانونکے درمیان مین صاحب اعتبار تھا اپنے روبرو بلا کر منصب امارت پر منصوب فرمایا اور اسنے ولایت ملتان اور لمغان کے نظم و نسق کا تعہد اپنے ذمہ لیا اور ہر ایک مواضع مذکورہ مین ایک حاکم اپنی طرف سے مقرر کیا اُس تاریخ سے افغانون نے صدر امارت پر قدم رکھا اور صاحب جاہ ہوئے اسکے بعد جب الپتگین فوت اور سبکتگین اسکا قائم مقام ہوا شیخ حمید نے بخاطر مین صلاح اور فلاح نہ دیکھی اور پیغام دیا کہ ہمارے اور تمھارے اسلام کی شرکت کے سبب سے نہایت یکجہتی ہے سزاوار مراحم خداوندی وہ ہے کہ گروہ کو اپنے وابستگان سے تصور فرما کر عساکر منصورہ کو مامور کرین کہ ممالک ہند کے تاراج کیوقت اس جماعت خیر خواہ کے احوال مین تعرض اور مزاحمت نہ پہونچائین سبکتگین نے بمقتضاے وقت اسکے ملتمس کو قبول کیا اور جیپال کی فتح کے بعد بہمدردی تمام پیش آیا اور ملتان کی جاگیر اسکے نام مقرر کی لیکن سلطان محمود نے اپنے عہد سلطنت مین اپنے باپ کے خلاف عمل کیا اور افغانون کے قبائل کو مقہور اور مخذول کرکے اکثر اُن کے سرکشون کو تیغ کے گھاٹ اتارا اور فرمانبردارون کو ملازم

رکاب کرکے نوکروں کیطرح خدمت لینے لگا **مقالۂ اول سلاطین لاہور کے ذکر میں کہ سلاطین غزنویہ مشہور ہیں۔**

ذکر امیر ناصر الدین سبکتگین کی سلطنت کا — ہرچند امیر ناصر الدین سبکتگین نے آب نیلاب سے عبور نفرمایا اور پنجاب کی حکومت میں فائز ہوا لیکن بعض اولی الالباب آپ سے سلاطین لاہور کے سلک میں منسلک فرماتے ہیں عارفان فضائل نفسانی اور واقفان کمالات انسانی بیان کرتے ہیں کہ امیر سبکتگین غلام ترک نژاد اور مملوک الپتگین کا ہے ایام دولت سامانیہ میں خراسان کی سرداری پر فائز ہوا اور بکثرت الاشتہا اس ولایت میں بہم پہونچائی اور جو عبدالملک نے اس ملک کو اس ملک پر پسند کیا امراے بخارا نے ایک ایلچی الپتگین کے پاس بھیجکر استمزاج کیا کہ اولاد سامان میں مسند خلافت کے سزاوار اور لائق کون ہے الپتگین نے قاصد سے ارشاد کیا کہ منصور بن عبدالملک نوجوان ہے اور وہ سلطنت کا شائستہ نہیں ہے اسکا سزاوار اسکا چچا ہے لیکن امراے بخارا نے قاصد کی مراجعت سے پیشتر آپسمین اتفاق کرکے منصور کو تخت سلطنت پر متمکن کیا اور جب منصور نے الپتگین کو بخارا میں طلب فرمایا اس سے متوہم ہوا اور قدم جادۂ اطاعت میں نہ رکھا اور بالکہ ۳۵۱ھ تین سو اکاون ہجری میں علم طغیان کا بلند کیا اور تین ہزار سوار کہ سب اسکے غلامان خاص تھے خراسان سے ہمراہ لیکر غزنین کیطرف نہضت فرمائی اور اس ولایت کو ضرب شمشیر سے مسخر کرکے نشان استقلال کا برپا کیا اور جب خبر خلو عرصۂ خراسان کی امیر منصور کے سمع مبارک میں پہونچی سرداری اس مملکت کی ابوالحسن محمد بن ابراہیم سیمجوری کو ارزانی رکھی اور دو مرتبہ لشکر الپتگین کے محاربہ کو بھیجا اور ہر مرتبہ الپتگین مظفر یاب ہوا اور لشکر منصور کا مقہور ہوا اور احمد اللہ مستوفی کی روایت سے پندرہ برس ایام دولت و اقبال سے گذرانے اور اس مدت میں کئی بار اسکے سپہ سالار سبکتگین نے ہندوں کے ساتھ غزوات کیے مظفر و منصور ہوا اور جب الپتگین نے ۳۶۵ھ تین سو پینسٹھ میں اس جہان گذران سے رحلت کی اسکا بیٹا ابو اسحاق سبکتگین کے ہمراہ بخارا کیطرف روانہ ہوا اور اسکے بعد امیر منصور نے ابواسحاق کو غزنین کی حکومت عطا فرمائی اور انتظام امور ملکی و مالی امیر سبکتگین کی راے صواب کے مفوض ہوا لیکن جب چند عرصہ میں ابواسحاق کا پیمانہ حیات آب بقا سے لبریز ہوا اعیان غزنین نے آثار رشد اور متانت کے امیر سبکتگین کے ناصیہ احوال سے مشاہدہ کرکے ۳۶۷ھ تین سو سڑسٹھ ہجری میں اسے اپنا حاکم کیا اور الپتگین کی دختر کو بھی اسکے سلک ازدواج میں کھینچا امیر سبکتگین نے بساط عدل و داد کے بچھانے میں مبالغہ فرمایا اور بنیاد ظلم اور جور کی یکقلم منہدم کی اور امیروں اور اعیان اور اشراف کو اقسام الطاف اور انواع اعطاف سے نوازا لیکن تاریخ منہاج السراج جرجانی ناطق ساتھ اسکے ہے کہ ایک سوداگر مشہور نصر حاجی امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا میں لایا اور الپتگین کے ہاتھ فروخت کیا اور الپتگین نے کیاست اور جلادت کے آثار اسکے ناصیۂ حال سے معائنہ کرکے منظور نظر عزت کیا یہاں تک کہ غزنین میں اپنے لشکر کی امیرالامرائی اسے عنایت فرمائی اور وکیل مطلق کیا اور وہ یزدجرد شہریار کی نسل سے ہے اور جس وقت کہ یزدجرد امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ولایت مرو جکی میں مارا گیا اولاد و تابعدار اسکے ترکستان میں رہے اور ترکوں سے وصلت یعنی شادی بیاہ کرکے دو پشت میں خاص ترک ہوگئے اور نسب انکا یہ ہے کہ امیر سبکتگین بن جوقان بن قزل الحکم بن قزل ارسلان بن قرا نعمان بن فیروز بن یزدجرد ملک عجم اور جب امیر سبکتگین مسند حکومت پر بیٹھا طغا نامی قلعہ بست پر مستولی ہوا اور ایک شخص موسوم بایتور نے طغا کی عداوت کا پٹکا کمر پر باندھا اور اسے اس قلعہ سے نکالدیا اور طغا امیر سبکتگین کے دربار میں حاضر ہوا اور امیر سے یہ شکایت کی کہ اگر امیر کی اعانت سے میں قلعہ بست پر

دوبارہ قابض و متصرف ہون نا شائستہ خو ستمگاری اور خراج گذاری امیر کا دوش پر رکھکر جادۂ اطاعت سے انحراف کرنے لگا امیر سبکتگین نے اسکی ملتمس قبول فرمائی (زمین بوس ہو کر ۱۲) اور بست پر فوج کشی ہوا اور بایتوز کو شکست فاحش دیکر طغا کو مقصود دلی پر فائز کیا اور وہ مواعید کے بارہ مین کہ بموجب شرط کے وفا اسکا اسکی ذمہ ہمت پر واجب تھا تغافل و تساہل عمل مین لایا امیر سبکتگین نے علامات مکر اور آثار خدعہ اسکے حرکات و سکنات سے مشاہدہ فرمائے ایک روز امیر سبکتگین نے صحراے شکار مین طغا سے بزبان خشونت اُس وجوہ کو کہ قبول کرنیوالا تھا سخت زبانی سے طلب کیا طغا نے زبان ساتھ جواب ناصواب کے گویائی اور شامت اعمال سے دست بشمشیر ہوا اور امیر سبکتگین کے احسان کو نسیاً منسیا کرکے اسکا ہاتھ مجروح کیا امیر سبکتگین نے بھی طیش مین آکر سر دست اُسی دست زخم رسیدہ سے طغا پر ضرب تیغ ماری اور چاہا کہ دوسری ضرب سے اُس سفاک کا کام تمام کرے اُسوقت دونون سرداروں کے ملازمون کی تگ و دو کی کثرت سے غبار مرتفع ہوا طغا فرصت پاکر کرباج کیطرف بھاگ گیا اور بست کا قلعہ سبکتگین کے تصرف مین آیا اور تمام فوائد سے کہ امیر سبکتگین کو اُس (بلند ۱۲) ملک سے حاصل ہوا اعانت کرنی ابو الفتح کی ہے کہ وہ انواع فنون سے ماہر اور ممدوح خواص و عوام تھا بالتخصیص انشا پردازی اور خوشنویسی مین عدیل و نظیر نرکھتا تھا اور ابو الفتح بایتوز کا منشی تھا اور بایتوز کے اخراج کے بعد وہ بست کے گوشہ مین پوشیدہ تھا امیر سبکتگین اُسکے حال سے واقف ہو کر مشتاق ہوا اور اس فاضل بلاغت شعار کو حاضر ہونیکا حکم دیا جب وہ حاضر ہوا اسکی قابلیت کے قامت کو خلعت فاخرہ اور انواع انعام سے آراستہ کرکے میر منشی گری کے منصب پر سرفراز اور ممتاز کیا اور سلطان محمود غزنوی کے ابتداے ایام دولت سے وہ مہمات ملکی کا متکفل تھا اُسکے بعد اس سے رنجیدہ ہو کر ترکستان کیطرف روانہ ہوا اور جب امیر ناصر الدین سبکتگین بست کیطرف سے فارغ ہوا عنان عزیمت مواضع قصدار کی سمت معطوف فرمائی اور دفعۃً اُس مقام مین پہونچکر وہان کے حاکم کو اسیر کیا اور اپنے ملازمون کی سلک مین منتظم کرکے قصدار کی جاگیر عطا کی اور اس فتح کے بعد ہندوستان کے غزا کا عازم ہوا اور آخر سنہ ۳۶۷ ہجری مین دیار ہند کیطرف متوجہ ہوا اور ہندوستان کے چند قلعہ مفتوح کرکے جا بجا مسجدین تعمیر فرمائین اور تاخت و تاراج سے غنائم وافر اپنے تصرف مین لایا اور مظفر و منصور غزنین کیطرف مراجعت کی اور جیپال بن اسنپال کہ قوم براہمہ سے تھا اور ولایت لاہور ہند کی سرحد سے لمغان تک اور کشمیر سے ملتان تک اپنے قبضہ تصرف مین رکھتا تھا اور اس عرصہ مین حکام اسلام کے ضرر مزاحمت کے دفعیہ کیواسطے ٹھنڈہ مین متحصن ہوا تھا اور اس حال کے مشاہدہ سے کہ مجاہدان اسلام کا دست تعرض اسکے میدان حکومت مین دراز ہوا تھا نہایت مضطرب (۱۲) و پریشان ہوا اور کام کے انجام کی اون تدبیر اندیشہ کی کہ افواج جرار جمع کرکے اور فیلان کوہ پیکر ہمراہ لیکر دیار اسلام کیطرف متوجہ ہوا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے بھی لشکر گران ہمراہ رکاب لیکر غزنین سے جنبش کی اور دونون سردار سرحد منتہاے ولایت ملتان مین آپس مین متصل ہو گئے اور چند روز پیاپے سرگرم دغا رہے اور ان معرکون مین سلطان محمود سے کہ ہمراہ اپنے باپ کے تھا باوصف خردسالی کے آثار شجاعت و مردانگی کے ظاہر ہوئے کہ دیدۂ فلک پیر اسکے مشاہدہ سے خیرہ رہے اور چند مدت تک تنور مقابلہ و مجادلہ کا گرم رہا اور غالب مغلوب سے تمیز نہوئی جماعت نے سلطان محمود کو یہ خبر پہونچائی کہ جیپال کے لشکرگاہ کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے کہ جسوقت اُس مقام مین قدرے نجاسات سے ڈالین ابر تیرہ اور باد صرصر پیدا ہو کر صاعقہ اور رعد اور سرما پیدا ہو سلطان محمود نے ارشاد کیا کہ اندک نجاست اُس چشمہ مین ڈالو جب لوگ اسکے کہنے کے موافق کاربند ہوئے خاصیت اسکی بہ اتم ظہور مین آئی اور فوراً ایک ابر

آسمان پر تیرہ و تار ہوا اور رعد اور صاعقہ ظاہر ہوا اور روز روشن شب تار ہوا اور سردی سخت اسقدر جو ہوا پر غالب ہوا کہ گھوڑے
(ترج ۱۲ کالج ۱۲)
اور تمام حیوانات کثرت سے تلف ہوئے اور سردی کے سبب خون ہندوں کی رگوں میں منجمد ہوا اور آنمیں حرکت کی
طاقت مطلق نرہی اور سب تضرع و زاری میں مشغول ہوئے جیپال نے یہ حالت انکی دیکھکر ایلچی مع تحف و ہدایا امیر
ناصرالدین سبکتگین کی خدمت میں بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر امیر صلح کرے تو مین حکم اسکا اپنے ملک میں نافذ کرون اور چند زنجیر
فیل کوہ پیکر اور علاوہ آسکے اور تحفہ بھی آپکی خدمت میں بھیجونگا امیر ناصرالدین سبکتگین نے وفور مروت سے چاہا کہ فوراً
ملتمس اسکی قبول کرے لیکن اسکے فرزند سلطان محمود نے اس امر کے پذیرا کرنے سے ممانعت کی اسواسطے ایقاع صلح میں
توقف واقع ہوا جیپال نے ایک ایلچی دانا سلطان محمود کے روبرو روانہ کرکے یہ گذارش کی کہ جبل و تعصب اہل ہند خصوصاً
فرقہ راجپوت کا شاید ضمیر انور پر روشن نہیں جاہلی اور بیفکری انکے ساتھ اس نہایت کی ہے کہ شدت کے وقت اور اضطراب
کی حالت میں اول جو کچھ اموال اور نفائس سے کہ انکے تصرف میں ہے تمام و کمال اس آگ میں کہ جسکی پرستش کرتے ہیں
ترقی درجات اخروی کا سبب جانکر ڈالتے ہیں اسوقت ملاحظہ کرتے ہیں اگر رہائی اور نجات کی راہ بالکل مسدود ہے اپنے
قاعدہ پر عمل کرکے جواری اور دوڑاری اپنے آگ میں ڈالتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ متاع دنیوی سے ہمارے پاس اب کچھ باقی
نہیں رہا ایک دوسرے کو رخصت کرکے اسقدر دشمن سے حرب و ضرب کرتے ہیں کہ تمام ہلاک ہوتے ہیں اور خاکستر کے سوا
انسے کچھ باقی نہیں رہتا ہے اب کام ساتھ اس انتہا کے پہونچا ہے کہ ساتھ دستور اور قاعدہ اپنے کے ہم عمل کرین اگر صرفہ اسمین ہے مختار
ہیں وگرنہ صلح کرکے ہمپر بار احسان رکھیں سلطان محمود کو ہندو کے صدق گفتار میں جب شک باقی نرہا صلح کی اجازت دی
اور یہ تجویز ہوا کہ جیپال ہزار ہزار درم اور پچاس فیل پیشکش کرے پھر جیپال نے ایک مردم عمدہ اپنے سے بطور گرو اور
ضمانت سپرد کرکے ایک جماعت مسلمانوں کو مال اور افیال سپرد کرنیکے واسطے ہمراہ لیگیا اور لاہور میں پہونچکر نقض عہد
کرکے امیر ناصرالدین کے ایلچیون کو مقید کیا اور کہا جب تک امیر ہمارے آدمیون کو گرو لیگیا ہے نہ بھیجیگا میں بھی انھیں
رہا نکرونگا کہتے ہیں کہ اُس زمانے میں یہ قاعدہ تھا کہ راجاؤن کی دیوان جاری کیوقت چند براہمہ دانشمند داہنی طرف
بیٹھتے تھے اور ایک جماعت کھتریون کی بائیں طرف اور جسوقت کوئی عمدہ مہم کا سامان ہوتا تھا یہ لوگ راؤن کو
راے دیتے تھے یعنی حسن عقیدت سے نہمائش کرتے تھے جب اُنھون نے دیکھا کہ جیپال ایسا کار ناشائستہ
کیا چاہتا ہے سبھون نے متفق ہوکر راجہ جیپال کی خدمت میں عرض کی کہ ہم آئین احتیاط اور عاقبت اندیشی میں ایسا
مشاہدہ کرتے ہیں کہ نقض عہدی کی شامت سے ادبار اس ملک پر دوا سپہ تاخت لاویگا اور ہلاکی ہمارے زمانے میں لاویگا
کہ ایسا اس ترک سے کہ جسکا خوف خواص و عوام کے دل پر جاگزیں ہوا ہے مخاصمت اور ستیزہ نکرے اور جس اشیا کا بھیجنا
اپنے ذمہ ہمت پر قبول اور منظور کیا ہے فوراً ارسال فرماوے اور ایک خلق کو امن و امان کے مہد میں نگاہ رکھے جیپال نے کہ جو
وقت ادبار و نکبت پہونچا تھا انکی التماس قبول نکی امیر ناصرالدین سبکتگین حقیقت حال کے اطلاع کے بعد بقصد انتقام دیار
چوغان و خزدستان کیطرح لشکر گران لیکر ہندوستان کیطرف متوجہ ہوا اور جیپال نے بھی اور راجاؤن سے استعانت و استمداد
طلب کرکے سپاہ بیشمار فراہم کرکے جنگ کیواسطے مستعدی کی منقول ہے کہ اُس سال تمام راجاؤن نے اپنی بقاے دولت کا
باعث سمجھکر اُسکی مدد کی اور لشکر اور زر نقد و جنس بھیجنے میں کسیطرح کی کمی نکی بالتخصیص دہلی اور اجمیر اور کالنجر اور قنوج کے
راجہ نے کمک کے بارہ میں دریغ جائز نرکھا اور اپنے لشکر کے انتخاب و خلاصہ کو مع خزانۂ خوب پنجاب میں روانہ کیا

خلاصہ یہ ہے کہ جیپال ایک لاکھ سوار اور پیادہ بیشمار اپنے علم کے سایہ مین مجتمع دیکھکر دلیرانہ اسلامیون کی حرب کے لیے روانہ ہوا اور جب دونون سپاہ متقابل ہوئین امیر ناصر الدین سبکتگین نے جیپال کے لشکر کی کیفیت اور کمیت تحقیق کرنیکے واسطے ایک پہاڑ پر چڑھکے ملاحظہ کیا ایک دریا ہے بے پایان اور ایک لشکر مثل مور و ملخ کے فراوان لیکن اپنے تئین ایک قصاب سمجھا کہ گوسفندون کی کثرت سے نہین اندیشہ کرتا ہے اور ایک شاہین تصور کیا کہ کلنگون کی صف سے نہین ہراسان ہوتا اسکے بعد سپاہ کے سردار و نکورو بروا اپنے بلایا اور ہر ایک کو باستمالت تمام جہاد و غزا کے بارہ مین تحریص اور ترغیب دیکر فرمایا کہ اپنی اپنی باری پانسو مرد کاری میدان کارزار مین قدم رکھکر داد جوانمردی دین اور جب وے لڑتے لڑتے تھک جاوین پانسو مرد اہل نبرد اور تازہ زور دشمن کے مقابلہ مین مشغول ہووین القصہ سپاہ اسلام نے ساتھ طریق مذکور کے کارزار کی اور کام اس نہایت کو پہونچا یا کہ باوصف کثرت افواج اثر ضعف کا کفار کے بشرہ پر ظاہر ہوا اسوقت حملیان حوزہ اسلام نے ہئیت اجتماعی کے ساتھ حملہ کیا اور کفار بیشمار قتل کیے اور بقیۃ السیف نے راہ فرار پائی غازیان اسلام نے نہر نیلاب کے ساحل تک تعاقب کرکے قتل و خونریزی مین تقصیر نکی اور غنیمت وافر لیکر ولایت لمغان اور پیشاور اور نہر نیلاب کے کنارہ تک انکے عمال کے تصرف مین آئی اور شعار اسلام نے اس ولایت مین رواج پایا اور سکہ خطبہ امیر ناصر الدین کے نام نامی پر پڑھنے لگے اور اس فتح نمایان کے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین نے ایک امراے نامدار کو دو ہزار سوار سے پیشاور مین تعین کیا اور افغانان اور خلج کہ اُس حدود مین صحرا نشین تھے اپنے لشکر کے زمرہ مین جگہ دیکر غزنین کیطرف روانہ ہوا اور اُس عرصہ مین امیر نوح سامانی نے ابو نصر فارسی کو امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین بھیجا تو فتایح فائق اسپر ظاہر کرکے طلب استمداد کی امیر ناصر الدین سبکتگین نے جب آل سامان کی بے سامانی سے اطلاع پائی رگ حمیت حرکت مین آئی اور بسبیل استعجال ماوراء النہر کیطرف نہضت فرمائی امیر نوح ولایت سرخس تک امیر ناصر الدین کی پیشوائی کو آیا اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے ملاقات سے پیشتر التماس کی کہ اسے ضعف پیری کے سبب گھوڑے سے اترنے اور رکاب کے بوسہ دینے سے معاف رکھین امیر نوح نے اسکے عروس التماس کے پنجہ کو حناے اجازت سے رنگین کیا لیکن جب امیر ناصر الدین سبکتگین کی آنکھ امیر نوح کے طلعت پر پڑی ہیبت سلطانی سے کہ امیر ناصر الدین پر ایسی چھائی کہ اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوٹی اور بیساختہ گھوڑے سے اترکر رکاب چومی اور امیر نوح نے بھی باعزاز و بشاشت تمام اُسے آغوش مین کھینچا اور ان دونون سعادتمند کی ملاقات سے ایک راحت دلون کو پہونچی اور خوشی و مسرت کا پھول خواص و عوام کے باغ دلمین اور چمن خاطر مین شگفتہ ہوا اور ایسی صحبت منعقد ہوئی کہ کسی زمانے مین اسکے مانند میسر نہوئی تھی القصہ بعد فراغ صحبت اور ضیافت کے تقریباً کلام انتظام امور مملکت و دفع منازعان بے فرصت واقع ہوا اسپر قرار پایا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین مین جاکر فوج کے اجتماع مین کوشش کرے پھر امیر نوح نے امیر ناصر الدین سبکتگین اور اسکی اولاد اور توابع کو خلعتہاے فاخرہ شاہانہ اور الطاف خسروانہ سے ممتاز کرکے مراجعت کی اجازت دی اور خود بخارا کیطرف جاکر فوج کشی کے تہیہ مین مشغول ہوا اور جو امیر ابو علی سمجوری کہ فائق ساتھ اسکے پناہ لیگیا تھا اور اس قضیہ کے اطلاع پائی حیرت کا دھوان اسکے کاخ دماغ مین صعود کرنیوالا ہوا اور اپنے خواص سے اس بارہ مین مشورہ کرکے فرمایا کہ اگر خدانخواستہ کسی حادثہ کا سامنا ہو کسی ولایت جاکر کسی صاحب شوکت و حشمت سے پناہ لیجانا انسب ہے سبھون کی راے نے اسپر قرار پکڑا کہ فخر الدولہ دیلمی سے محبت کا طریق مسلوک رکھکر اسکی دوستی کو حبل المتین سمجھنا چاہیے پھر ابو علی سمجوری جعفر ذوالقرنین کو جرجان کی سفارت پر مقرر فرمایا اور خراسان کے نفائس

اور ترکستان کے تحائف جو کچھ ممکن تھے اسکے مصاحبت سے فخر الدولہ دیلمی اور اسکے وزیر خوش تدبیر کیواسطے ارسال کیا اور بنیاد
دوستی اور محبت آپسمین مستحکم اور آمد شد کے دروازہ انکے درمیان کشادہ ہوئے اور اس عرصہ مین امیر ناصر الدین سبکتگین بلخ
مین داخل ہوا اور امیر نوح بھی بخارا سے نہضت کر کے اس سے جا ملا اور فائق اور امیر بحوری جب انکی توجہ سے خبردار ہوئے
فوج گران سے ساتھ اتفاق دارا بن شمس المعالی اور قابوس بن وشمگیر کہ فخر الدولہ دیلمی کیطرف سے دو ہزار سوار اپنی معاونت
اور امداد کیواسطے آئے تھے جنگ پر آمادہ ہو کر ہرات سے برآمد ہوئے امیر ناصر الدین سبکتگین نے صحرائے وسیع پسند کر کے صفوف
میمنہ اور میسرہ آراستہ کین اور خود اپنے فرزند دلبند سلطان محمود اور امیر نوح سے قلب لشکر مین قیام فرمایا جب طرفین کی
صفین مقابل مین صف آرا ہوئین میمنہ اور میسرہ ابو علی بحوری بر بر انغار و جرانغار پر امیر نوح غالب آیا اور شکست پا گیا اور
قریب تھا کہ لڑائی بگڑنے سے کام ہاتھ سے جاتا رہے ناگاہ دارا بن قابوس قلب لشکر امیر علی بحوری سے برآمد ہو کر حملہ آور ہوا
اور جب درمیان دونوں صف کے پہونچا سپر پس پشت ڈالی اور امیر نوح کی خدمت مین آیا اور نقد خصمت حاصل کر کے
سپاہ خراسان کے مقابل متوجہ ہوا امرائے عاصی اور تمام سپاہ اس اندیشہ سے کہ عذر دارا بے موافقت ایک جماعت
کثیر کے نہو گا دل شکستہ ہوئے اور حیرت زدہ ایستادہ رہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے ضعف و عاجزی کے آثار مخالفون کے
رخسارون سے مشاہدہ کر کے ساتھ ایک جماعت بہادران پرخاش جو سے حملہ کیا اور مخالف اس خوف اور ہیبت سے سراسیمہ اور
بدحواس ہو کر بھاگے اور سلطان محمود نے مفرورونکا تعاقب کر کے ایک جماعت کو قتل اور ایک گروہ کو اسیر کیا اور آن بد اقبالون نے
کہ اپنے ولی نعمت کے ساتھ علم مخالفت اور محاربت بلند کیا تھا اسقدر غنیمت اور اسلحہ اور اسباب سامان چھوڑ گئے کہ اگر عشر عشیر
اسکا وقایہ عرض ناموس اپنے کا کرتے زمانے کے آسیب سے سالم رہتے اور جو فائق اور امیر علی بحوری نے بھاگ کر
نیشاپور مین دم لیا امیر نوح نے امیر ناصر الدین سبکتگین کو ساتھ لقب ناصر الدین کے بلند آوازہ کیا اور اسکے فرزند
سلطان محمود کو سیف الدولہ ملقب فرما کر مشرف کیا اور منصب میر الامرائی کا جو ابو علی بحوری کے نام زد تھا ساتھ
سیف الدولہ کے مفوض فرمایا اور خود مظفر اور منصور ہو کر بخارا کیطرف نہضت فرمائی اور امیر ناصر الدین سبکتگین و سیف الدولہ
سلطان محمود جب افواج بحر امواج لیکر نیشاپور کی سمت روانہ ہوئے فائق اور ابو علی بحوری مضطرب ہو کر جرجان
کی طرف راہی ہوئے اور فخر الدولہ دیلمی کے پاس پناہ لیگئے اسکے بعد امیر ناصر الدین سبکتگین غزنین مین تشریف فرما
ہوئے سیف الدولہ سلطان محمود نیشاپور مین تنہا رہے امیر ابو علی بحوری اور فائق فرصت وقت غنیمت جانکر نیشاپور مین
عازم ہوئے اور قبل اسکے کہ کمک امیر نوح اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی پہونچے سیف الدولہ سلطان محمود سے محاربہ کر کے
فائق ہوئے اور تمام مال و اسباب لوٹ لیگئے امیر ناصر الدین سبکتگین اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی ایک لشکر جرار اور مستعد
ستیز فراہم کر کے نیشاپور کیطرف روانہ ہوئے اور طوس کے حوالی مین امیر ابو علی اور فائق سے دوچار ہو کر جنگ مین مشغول ہوا
اور اس درمیان مین کہ آتش حرب مشتعل ہو یکبیک امیر ابو علی بحوری کے عقب فوج سے ایک غبار ہوا اور انکشاف کے بعد
سیف الدولہ سلطان محمود مردان صف شکن کی ایک جماعت کثیر سے ظاہر ہوئے امیر ابو علی کو اسکے سوا کوئی تدبیر نہ آئی
کہ دونون جناح کو یعنی فوج میمنہ اور میسرہ کو ساتھ قلب کے متفق کر کے فائق کے اتفاق سے امیر ناصر الدین سبکتگین کے قلب
لشکر پر حملہ آور ہو اور امیر ناصر الدین سبکتگین نے پائے ثبات زمین کین مین محکم کر کے اس حملہ کو رد کیا اسی حال مین
سیف الدولہ سلطان محمود شیر خشمگین کے مانند پہونچکر انپر حملہ لایا اور برق شمشیر کی تابش سے انکی جمعیت پریشان کی امیر

ابو علی سمجوری اور فائق اپنی جانبری کیواسطے میدان جانستان سے بدحواس ہوکر بھاگ گئے اور قلعہ کلات میں دم لیا اور اس فتح کے
بعد امیر ناصر الدین سبکتگین بکام دل صدر فرمانروائی پر متمکن ہوا ماہ شعبان کے مہینہ ۳۶۷ تین سو ستاسٹھ میں کہ عمر اسکی ست
چھبیس سال گذرے تھے حدود بلخ اور موضع نغار میں ام الذات یعنی بیک ایجبل اسکے سر پر دوا ناخت لایا اور قالب
بیجان کو عماری میں رکھکر غزنین میں نقل کیا اسکی حکومت کے ایام بیس برس تھے اسکے بعد چودہ آدمی اسکی اولاد سے نوبت
بنوبت سلطنت کی باگ اپنے کف میں رکھکر راہ ہوا اور مستقلانہ متصرف رہے اور امیر ناصر الدین سبکتگین کی وزارت
ابو العباس فضل بن احمد اسفراینی سے تعلق رکھتی اور وہ انتظام امور مملکت و سرانجام مہام سپاہ و رعیت میں ید بیضا دکھلاتا تھا
اور جامع الحکایات میں منقول ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین اوائل حال میں کہ البتگین کی خدمت میں بہ مفلسی اور غریبی میں رہتا تھا ایک
گھوڑے سے زیادہ اسکے پاس نہ تھا تمام روز صحرا میں شکار کیا کرتا تھا ایک روز وہ حسب عادت صحرا میں پھرتا تھا ناگاہ ایک ہرنی
دیکھی کہ وہ اپنا بچہ لیے چرتی ہے اسنے اسکے دیکھتے گھوڑا اسپر پھینکا اور ہرن کے بچہ کو زندہ گرفتار کیا اور اسکے ہاتھ پانوں باندھکر
زین پوش پر رکھ لیا اور شہر کیطرف متوجہ ہوا جب قدرے راہ طے ہوئی منہ پھیر کر دیکھا کہ اس بچہ کی ماں الفت مادری کے
جوش سے پیچھے چلی آتی ہے اور اضطراب کرتی ہے امیر ناصر الدین سبکتگین نے ترحم و شفقت کی نظر مبذول کرکے اسکے بچہ کو
چھوڑ دیا اور ہرنی اپنے بچہ کے رہا ہونے سے خوش وقت ہوکر صحرا کیطرف روانہ ہوئی اور روانگی کیوقت منہ پھیر کر امیر ناصر الدین کو دیکھتی
تھی اور دم والپسین تک شادمانی اور کامرانی سے زندہ رہی الغرض اس شب کو امیر ناصر الدین سبکتگین نے حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں ای امیر ناصر الدین سبکتگین شفقت و مرحمت کہ تو حق میں ایک جانور
عاجز اور پریشان کے حال پر بجالایا درگاہ صمدیت میں قبولیت کی عزت پائی اور دیوان احدیت میں سلطنت کا فرمان
تیرے نام تحریر ہوا چاہیے کہ تو عامہ خلائق کی نسبت بھی شیوہ پسندیدہ مبذول رکھے اور کسی حال میں صفت شفقت و رحمت
حق پرستی سے نہ چھوڑے کہ سرمایہ سعادت دارین اسمیں ہے اور مآثر الملوک میں لائے ہیں کہ سلطان محمود غازی ایام جوانی میں
اپنے باپ کے ظل عنایت اور سایہ رعایت میں بعشرت و کامرانی بسر کرتا تھا اوسنے غزنین میں ایک باغ جنت نشان نہایت
نزہت اور زینت سے بنیاد کیا جب وہ باغ دلکشا اور روضہ روح افزا تیار ہوا ایک جشن عظیم کو ترتیب دیا اور اپنے پدر
بزرگوار اور اعیان دولت نامدار کو اس باغ میں طلب کیا امیر ناصر الدین سبکتگین نے فرمایا کہ ای فرزند یہ باغ اور عمارت نہایت
مطبوع اور مقبول ہے لیکن اسطرح کا باغ اور عمارت ہر ایک ملازم اس سلسلہ کا تیار کرسکتا ہے سلاطین خوش تدبیر کے لائق جو چیز ہے
کہ ساتھ تیاری اور نزہت گاہ ایسے مکانوں کے مشغول ہوں کہ دوسرے اسطرح کی تعمیر سے عاجز آویں سلطان محمود نے زمین
خدمت کو بوسہ دیکر استفسار کیا کہ وہ کیا ہے فرمایا کہ وہ اہل فضل و علم کے دلوں کی تسخیر ہے نہال احسان اُنکے زمین دل میں بٹھا اور
سعادت جاوید کا ثمر چن اور ذکر جمیل ایام قیامت تک صفحہ روزگار پر چھوڑ جیسا کہ نظامی عروضی سمرقندی فرماتا ہے قطعہ بسا کاخا کہ
محمودش بنا کرد کہ از رفعت تفاخر بر سما کرد + نہ بینی زان ہمہ یک خشت برجاے + بناے عنصری ماندست برپاے + اور یمینی
کے ترجمہ میں مسطور ہے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین مرض الموت سے چند روز پیشتر اثنائے محاورات میں شیخ ابو الفتح بستی سے کہتا
تھا کہ ہم نوازل اسقام اور عوارض امراض کے مقاسات میں گوسفند کے مانند ہیں کہ جب قصاب اسے اول دفعہ پشم ترانشی
(جمع سقم یعنی بیماری ۱۲) (یعنی بھیڑ ۱۲)
کیواسطے زمین پر ڈالتا ہے اور ہاتھ اسکے محکم باندھتا ہے ایک تشکل ناسعود اور ایک حال پژمردگی کے خلاف دیکھتی ہے نا امید ہوکر
دل بمرگ پر رکھتی ہے جبکہ وہ اپنے کام سے فارغ ہوکر رہا کرے اور آرام پاکر خوش وقت ہوتی ہے اور دوسرے مرتبہ جب وہ قصاب سکے

ہاتھ پڑتی ہی حال اسکا خوف و رجا کے مابین ہوتا ہی اور اُس حالت کی نجات کے بعد آتش کی نیوالی ہوتی ہی اور نفرت اس صورت سے نقصان قبول کرتی ہی اور تیسری مرتبہ کہ قصاب ذبح کرنیکے واسطے زمین پر گراتا ہی وہ خوف و ہراس کو اپنے دلمین مطلق راہ نہین دیتی اور عادت سابق پر دانہ چُگنے مین رہتی ہی یہانتک کہ بیخبری مین تیغ ظلم سے اسکی حلق بریدہ اور جان شیرین صرصر فنا سے برباد ہوتی ہے ہم بھی اقسام اسقام اور انواع آلام مین افاقت کی امید پر مغرور اور مسرور رہتے ہین اور مرگ ناگہان سے غافل ہوکر زندگی کرتے ہین اور دفعتًا ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ کمند قضا گردن مین پڑتی ہی اور بادم لذات بند اجل مضبوط کرکے مع روح کو قفس عنصری تو ڑکر پرواز کرتا ہی راوی کہتا ہی کہ اس مثل کے درمیان اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے انقضائے عمر مین چار روز سے فاصلہ زیادہ نہ تھا

ذکر امیر اسمعیل بن امیر ناصر الدین سبکتگین کی تخت نشینی اور فرمانروائی کا

جس وقت کہ امیر ناصر الدین اس دار گذران سے رخت سفر آخرت باندھکر اول منزل ہوئے جو کہ سیف الدولہ محمود نیشاپور مین تھا چھوٹا بھائی اسکا امیر اسمعیل اپنے باپ کی وصیت کے موجب قبۃ الاسلام بلخ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور دلجوئی و دلہائے رعایا اور استمالت خواطر برایا کے بارہ مین سعی موفورہ بیش پہونچائی اور باب کے خزانون کے دروازہ کھولے اور زر خطیر سپاہیونکو عنایت کیا اور دلجوئی کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نفرمایا لیکن باوجود اس جود اور احسان کے امرائے بے انصاف اور دنیا پرست اسیطرح گردن طمع بلند کرکے مطالبات بیجا کرتے تھے اور ضبط مین نہین آتے تھے سیف الدولہ محمود نے جب یہ اخبار سُنے تعزیت نامہ تحریر کرکے ابوالحسن جموی کے صحابت سے اپنے بھائی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ امیر ناصر الدین جو ہمارا قبلہ گاہ اور پشت پناہ تھا اُسنے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اب میرے نزدیک جہان مین تجھسے گرامی تر کوئی نہین ہی اور تو میری آنکھونکا تارا ہی جس چیز کی تو مجھسے آرزو کریگا مین ہرگز دریغ نکرونگا لیکن کلہ سنی اور تجربۂ ایام اور وقوف نازک امور سلطنت ملک کے ثبات اور دوام دولت مین ایک دخل تمام رکھتا ہی اگر یہ صفات تیری ذات مین موجود ہوتین مین سب سے بہت راضی ہوتا اور یہ کہ باپ نے تجھے ولیعہد کیا باعث بُعد مسافت اور اسطرف کی محافظت کا سبب تھا اب مصلحت وہ ہی کہ تو سر انصاف اور بصیرت سے غور کرکے وجہ صواب خطا سے پہچانے اور جو کچھ باپ کے ترکہ و کانت سے ہی آیت شریعت کے موافق تقسیم کرے غزنین کو کہ مطلع سعادت اور منشاے دولت ہی مجھپر واگذاشت کرے تو مین ولایت بلخ کو مخالفون کے خار وجود سے صفا کرکے مع تمامی ولایت خراسان تیرے سپرد کرونگا امیر اسمعیل نے کلمات مشفقانہ گوش ہوش سے نسنا اور برادر شفیق کی مخالفت پر اصرار کیا اور سیف الدولہ محمود نے بھی بمقتضائے آخر الدواء الکیّ کے برادر کے قلع اور قمع کے سوائے علاج نہ دیکھا اور اپنے عم معز الحق اور اپنے بھائی نصیر الدین بن امیر ناصر الدین سبکتگین کو اپنا متفق اور شریک کرکے نیشاپور سے عزیمت کا نشان غزنین کیطرف بلند کیا امیر اسمعیل بھی بلخ سے اسطرف دوڑا جب دونون لشکر مقابل ہوئے سیف الدولہ محمود نے مساعی جمیلہ مبذول رکھی کہ امیر اسمعیل مقام مقابلہ سے تجاوز کرے اور صلح کے دروازہ اپنے منھ پر کھولے لیکن کچھ فائدہ نبخشا ناچار لشکر کا جائزہ لیکر صفین آراستہ کین اور امیر اسمعیل بھی اپنے یار ونسے آیا اور قلب اور جناح بیلان کوہ پیکر کے مانند استوار کیے اسوقت لشکر طرفین نے تیغ میان سے لی اور قتل مین کوشش کی کہ شمشیر آہنی ضمیر مردان کارزار کی زاری اور خانہ خرابی پر خون روتی تھی عاقبت الامر سیف الدولہ محمود کے حملہ سے کہ قلب مین قیام رکھتا تھا اسمعیل کے ارکان لشکر مین زلزلہ واقع ہوا اور بھاگ کر غزنین کے قلعہ مین متحصن ہوا سیف الدولہ محمود نے اسی عہد و موثق پر قلعہ سے برآورد کرکے کنجیان خزاین کی اُس سے لین اور عمال معتمد اطراف مین مقرر کیے اور خود بلخ کیطرف متوجہ ہوا اور چند روز کے بعد کہ امیر اسمعیل اپنے بھائی کی مصاحبت مین بسر لیجاتا تھا سیف الدولہ محمود نے

ایک روز مجلس انس ترتیب دیکر کسی تقریب سے اپنے بھائی امیر اسمعیل سے استفسار کیا کہ اگر اس معرکہ مین تیرا ستارہ موافقت کرتا اور تو فتحیاب ہوکر مجھے اپنے پنجہ مین گرفتار کرتا میرے حق مین کیا تجویز کیا تھا جواب دیا کہ میرے دل مین یہ امر جاگزین ہوا تھا کہ جو مین تجھپر ظفریاب ہوں ایک قلعہ مین محبوس کرکے سامان فراغت اور آسودگی کا مہیا اور موجود کرون جب سیف الدولہ محمود اپنے بھائی کے مافی الضمیر سے کہ جو مکنون خاطر تھا مطلع ہوا اُس مجلس مین خاموش رہا اور چند روز کے بعد اُسے ایک قلعہ مین جرجان کے محبوس کیا اور فارغبالی کے سامان اور واجبات سے جو کچھ چاہیے ہی ترتیب فرمایا اور امیر اسمعیل نے جیسا کہ اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کیا تھا مدت حیات اس محل مین آخر ہوئی من حفر بیر الاخیہ فقد وقع فیہ — تذکرہ

واقعات امین الملۃ یمین الدولہ سلطان محمود غزنوی کے ایام دولت کا۔ حاویان خصائل صوری و حاکیان فضائل معنوی اقلام خجستہ ارتقام سے صفحات مؤلفات پر یون ثبت کرگئے ہین کہ سلطان محمود غزنوی ایسا بادشاہ تھا کہ اقسام سعادت دینی اور دنیوی سے فائز ہوا اور شہرہ اُسکی عدالت اور جہانبانی کا اور آوازہ اُسکی شجاعت و کشورستانی کا قاف سے قاف تک پہونچا اور اجتہاد کی برکات سے امر غزا مین اعلام اسلام مرتفع اور بلند فرمائی اور بنیاد ارباب کفر او ظلام کی اُکھاڑی اور ہنگام عبور میدان مبارزت اور پہلوانی کے سیل کے مانند تشبیب و فراز سے اندیشہ نکرتا تھا اور وقت جلوس سریر سلطنت کامرانی پر انوار معدلت اُسکا ضیاء خورشید کے مانند سب جگہ پہونچا بیت ہمش ہوش دل بود و ہم زور دست + بدین ہر دو بر تخت بایدنشست + لیکن بعض کتب مین معائنہ ہوا کہ وہ بادشاہ عالیجاہ باوصف اس صفات حمیدہ کے مال دنیوی فراہم کرنے مین نہایت حریص تھا اور بخل و امساک کے طریقہ ناستودہ مین مبالغہ کرتا تھا نظم نبود ش ز فضل و سخاوت شرف + نگہ داشتی دُر لبسان صدف + خزائن بسے داشت پر از گہر + و لے زان نشد مفلسے بہرہ ور + اس کتاب کا مؤلف محمد قاسم فرشتہ فرماتا ہی کہ بخل کی نسبت ساتھ اس سلطان والاشان کی عزیزان روزگار کی بے انصافی سے ہی ہان اُسکے زر دوست ہونے مین شک نہین اور خزانہ بھی جمع کرتا تھا لیکن فتح بلاد مین دل کھولکر خرچ کرتا تھا کتاب مقامات ابونصر مشکانی اور مجلدات ابو الفضل اس قول کی شاہد ہی کہ اسقدر علما اور فضلا اور شعرا اور سپاہ اُسکے دربار مین جمع ہوتے تھے اور خوان جود اور مائدۂ احسان اسکے سے بہرہ مند ہوتے تھے کہ ایسے عمائد زمانیکے اور بادشاہونکو کم نصیب ہوئے اور ہونگے اور اہل عرفان جانتے ہین کہ یہ امر بدون صرف درم و دینار میسر نہین ہوتا اہل حیثیت اور صنعدارون کو دوست رکھتا تھا اور انھین مورد انعام فرماتا تھا اور انعامات کے علاوہ وظائف مقرری ہر سال چار ہزار درم ساتھ اُنکے عطا کرتا اور انواع الطاف اور اصناف اعطاف سے انھین نوازتا ہان دو چیزین اُس بادشاہ کے اشتہار بخل کا باعث ہوئین ایک نعمہ فردوسی کا دوسرے آخر عمر مین بے سبب رعایا اور تونگرون سے زر لینا کہتے ہین کہ سلطان محمود غزنوی حسن و جمال ظاہری سے عاری تھا ایک روز اُسنے صورت اپنی آئینہ مین دیکھی اور اپنی بدصورتی مشاہدہ کرکے متالم و متفکر ہوکر اپنے وزیر سے کہا مشہور ہی کہ بادشاہون کے منھ دیکھنے سے آنکھ مین بینائی زیادہ ہوتی ہی اور یہان معاملہ بالعکس ہی اور اس میری شکل سے دیکھنے والے نہایت صدمہ اُٹھاتے ہین وزیر نے جواب دیا صورت تیری ہزار سے ایک نہ دیکھے خصلت تیری سبھونکو مثال ہی بس خصائل پسندیدہ اور شمائل حمیدہ پر قیام فرماتو یونکا محبوب رہے یمین الدولہ کو کلام اسکا نہایت پسند آیا اور کہنے کے موافق سیرت پسندیدہ اس نہایت کو پہونچائی کہ تمام بادشاہون سے سبقت لیگیا سلطان محمود کا باپ امیر ناصر الدین سبکتگین ہی اور والدہ اسکی اعیان زابلستان کی نسل سے تھی اسواسطے اُسکو زابلی کہتے ہین جیسا کہ فردوسی کہتا ہی قطعہ خجستہ درگہ

محمود ز ابلی دریاست ❖ کدام دریا کہ آنرا کنارا پیدا نیست ❖ شدم بدریا و غوطہ زدم ندیدم دُر ❖ گناہ بخت منست و گناہ دریا نیست ❖ سلطان محمود شب عاشورہ سنہ ۳۵۷ تین سو ستاون مین متولد ہوا اور کتاب منہاج السراج جرجانی اس امر کی مخبر ہے کہ سلطان محمود کا ستارہ صاحب ملت اسلام کے طالع سے موافق تھا اور ایک ساعت اُسکی ولادت کے پیشتر امیر ناصرالدین سبکتگین نے خواب مین دیکھا کہ اسکی مجلسرا کے آتشدان سے ایک شجر نہایت رفیع اور حقیقتاً مثل طوبے کے ظاہر ہوا کہ خلقت تمام عالم کی اُسکے سایہ مین چھُپ سکے جب بیدار ہوا اسکی تعبیر کے اندیشہ مین تھا کہ ایک مخبر نے محمود کے تولد کی بشارت دی امیر ناصرالدین سبکتگین کا غنچہ دل نسیم شادمانی سے شاخسار کامرانی پر شگفتہ اور رویائے محمود الابتدا و مسعود الانتہا امیدوار ہوا جب وہ فرزند ارجمند برج حمل سے طالع ہوا اسکا نام محمود رکھا چند عرصہ کے بعد اسکا نہال اقبال سطح سے سایہ گستر ہوا کہ ربع مسکون کے باشندے اسکے ظلال مین استظلال کرتے تھے اور شاہنامۂ فردوسی طوسی اس امر کا شاہد عادل ہے کہ یہ دو بیتین اُسمین مندرج ہین ابیات جہاندار محمود شاہ بزرگ ❖ بآبشخور آرد ہمی میش و گرگ ❖ چو کودک لب از شیر مادر بشست ❖ بگہوارہ محمود گوید نخست ❖ امیر ناصرالدین سبکتگین نے اُسی صفوات مین اُس مولود کے شکرانہ کیواسطے ہندو کے بتخانہ کو کہ آب سودرہ کے کنارے واقع تھا توڑکر مسمار کیا اور موافقت طالع اُسکے سنہ ساختہ طالع صاحب دین کے اپنا کام کیا اور اُسکے جلوس کے سال اول مین ایک معدن زر سرخ ایک درخت کی شکل سیستان کی زمین سے برآمد ہوئی اور جسقدر اُسے کھودتے تھے زر خالص نکلتا تھا اور اسکا تین گز تک ہوا اور وہ کان اسیصورت سے باقی رہی اور سلطان مسعود کے عہد سلطنت مین زلزلہ کے سبب سے غائب ہوئی اسکا ذکر عنقریب مذکور ہوگا جب سلطان محمود اپنے بھائی کی مہم سے فارغ ہوا بلخ کی طرف نہضت فرمائی اور بسبب وہ کہ منصب اسکا کہ امیر الامرائی خراسان تھا بکتوزن کے مفوض ہوا تھا ایک ایلچی بخارا مین امیر منصور کے پاس بھیجکر اظہار رنجش کیا اور اُسنے جواب دیا کہ مین نے بلخ اور ترمذ اور ہرات کی امارت تجھے عطا فرمائی لیکن بکتوزن اس دولت کا بندہ ہے بوجہ اسکے عزل کا فرمان دینا مناسب نہین ہے سلطان محمود نے ابوالحسن حموی کو ساتھ تبرکات و تحائف بیشمار بخارا مین بھیجکر امیر منصور کو پیغام دیا کہ توقع ایسی ہے کہ سرچشمہ دوستی اور اخلاص کو بے اتفاقی کے خار و خاشاک سے مکدر اور تیرہ نکرین اور میرے اور باپ کے حقوق جو آل سامان کے ذمہ ہین اُنھین یک بخت ضائع نفرمائین تو رشتۂ الفت شکستہ نہووے اور متابعت اور مطاوعت کی بنا انہدام سے مصئون رہے جب ابوالحسن حموی بخارا مین پہونچا امیر منصور نے اُسے منصب وزارت کی نوید دیکر اپنی ملازمت مین رکھا اور سلطان محمود کے جواب پیغام کیطرف ہرگز توجہ نفرمائی سلطان محمود بضرورت نیشاپور کیطرف متوجہ ہوا اور بکتوزن اُسکی عزیمت سے واقف ہوکر کسیطرف نکلگیا اور ایک عرضداشت بخارا مین بھیجکر صورت حال گذارش کی امیر منصور غرور اور جوانی کے نشہ سے سپاہ فراہم کرکے خراسان کی طرف روانہ ہوا اور سرخس تک کسی مقام مین توقف نہ کیا سلطان محمود اگرچہ جانتا تھا کہ امیر منصور تاب میرے مقابلہ کے نہین رکھتا ہے لیکن سرزنش اور کفران نعمت کی بدنامی سے اندیشہ کرکے نیشاپور کی حکومت سے دلکش ہوکر اُسے واگذاشت کی اور آپ مرغاب کیطرف راہی ہوا ناگاہ بکتوزن نے فائق کی صلاح سے غدر کرکے امیر منصور کو گرفتار کیا اور اُسکی آنکھون مین سلائی کھینچی اور اُسکے بھائی عبدالملک کو کہ خردسالی سے سن تمیز کو نہ پہونچا تھا تخت پر بٹھایا اور سلطان محمود کے خوف سے مرو کیطرف بھاگ گیا سلطان محمود اسکے تعاقب مین مرو مین داخل ہوا بکتوزن اور فائق نے اُسکا مقابلہ کیا اور کفران نعمت اُنکے شامل حال ہوئی نسیم نصرت نے سلطان محمود کے پرچم رایات پر چلنا شروع کیا اور زیاد و فائق عبدالملک کو لیکر بخارا کیطرف روانہ ہوے

اور بکتوزون نے نیشاپور کی راہ لی اور پھر چند روز کے بعد بخارا مین جاکر لشکر پراگندہ کی فراہمی کے درپے ہوا اتفاق اس درمیان مین فائق نے مرض الموت مین مبتلا ہو کر داعی حق کو لبیک اجابت کیا اور ایلک خان نے کاشغر سے بخارا مین آکر عبدالملک اور اُسکے توابع کو مستاصل کیا اور آل سامان کی دولت کہ اُسکی مدت ایکسو اٹھائیس برس تھی انتہا کو پہونچی اور سلطان محمود باستقلال تمام بلخ اور خراسان کی حکومت مین مشغول ہوا اور جب آوازہ اُسکے اقبال کا اطراف عالم مین پہونچا بغداد کے خلیفہ القادر باللہ عباسی نے ایک خلعت بیش قیمت کہ اس سے بیشتر کسی خلیفہ نے کسی بادشاہ کو نہ بھیجا تھا ارسال کر کے ساتھ لقب یمین الملۃ یمین الدولہ کے سرفراز فرمایا اور ذیقعدہ کے آخر مہینے سنہ ۳۹۰ تین سو نوے مین بلخ سے ہرات مین دوڑا اور ہرات سے سیستان گیا اور حنیف بن احمد کو جو وہان کا والی تھا مطیع کر کے غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور اسی عرصہ مین ہندوستان کیطرف متوجہ ہو کر چند قلعہ مفتوح کیے اور وہان سے سالماً اور غانماً مراجعت کی اور حسب عادت قدیم اسطرح سے عدل و داد کا فرش بسیط زمین پر بچھایا کہ اُسکی دوستی خاص و عام کے دلمین جاگزین ہوئی اور ایلک خان نے ماوراءالنہر ایکبارگی آل سامان کے تصرف سے برآوردہ کی اور تہنیت نامہ تہنیت استیلاے مملکت خراسان کا سلطان محمود کی خدمت مین ارسال کیا اسواسطے دونون بادشاہون کے درمیان بناے دوستی اور یگانگی نے استحکام (غلبہ ۱۲) قبول کیا اور سلطان محمود نے بھی ابوالطیب سہل بن سلیمان صعلوکی کو کہ ائمہ اہل حدیث سے تھا برسم رسالت ایلک خان کے حضور مین بھیجکر ساتھ خطبہ کریمہ کرائم اسکے سے رغبت کی اور نفائس بیحد یواقیت (جمع یاقوت ۱۲) اور لعل ہاے قیمتی اور دانہ ہاے مروارید و مرجان اور بیضہ عنبر واوانی سیم و زر مشحون بمشمومات کافور اور تبرکات ہند اور عود کے درخت اور شمشیر ہاے آبدار اور پیلان جنگی کوہ پیکر ملابس (جمع ملبس ۱۲) اور مناطیق (جمع طوق ۱۲) مرصع سے آراستہ کہ دیکھنے والونکی آنکھ اُسکی چمک سے خیرہ ہوتی تھی اور گھوڑے رہوار بازین زرو ساز ہاے مرصع اسکی مصاحبت سے روانہ کیے اور امام ابوالطیب سہل جب ترکستان کے ملک مین پہونچا اس ملک کے اہالی اور سردار ایلک خان کے حکم کے موافق کہ اکثر لوگ ترکستان کے اُسکے عہد فرخندہ مہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوے تھے اسکے اعزاز و اکرام مین نہایت مبالغہ بجالائے اور امام ابوالطیب اسوقت تک کہ ایلک خان کی ملازمت مین فائز ہوا اوزکند مین مقیم کیا اور ایسے دُریتیم نےکہ واسطے تحصیل اُس در دریاے ترکستان کے غواصی کی تھی دستیاب کر کے ساتھ نفائس و غرائب اس ولایت کے مثل زر خالص و سیم ناب اور کنیزان خطائی اور ماہرویان چینی اور قاقم اور سنجاب و سمور اور انواع تبرکات دیگر بازگشت کیا اور فائز المرام ہو کر سلطان محمود کی خدمت مین حاضر ہوا اور بسبب اس خدمت پسندیدہ اور کار نمایان کے مصدر انواع عواطف شاہانہ اور مورد اقسام مراحم خسروانہ ہوا اور اسکے بعد مدت ہاے مدید اور عرصہ ہاے بعید تک سلطان محمود اور ایلک خان کے درمیان مین دوستی اور یگانگی کی بساط گستردہ تھی یہانتک کہ چشم زخم ایام ناہنجار اور سعایت تمام بدانجام سے محبت ساتھ عداوت کے مبدل ہوئی جیسا کہ عنقریب اسمین کا تتمہ انشاءاللہ کی توفیق سے قلمی ہوگا اور سلطان محمود اس قول کے لحاظ سے تمام ممالک مین مشہور ہوا تھا کہ مین اکثر سنوات کی مہمات سلطنت سے فارغ ہو کر دیار ہند مین جاکر مراسم غزا اور لوازم جہاد بجالاؤنگا اسواسطے ماہ شوال سنہ ۳۹۱ تین سو اکیانوے ہجری مین غزنین سے بعزیمت ہندوستان کی اور دس ہزار سوار ہمراہ رکاب ظفر انتساب لیکر پیشاور مین آیا اور جیپال نے بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ و تین سو زنجیر فیل سے مقابل آنکر معرکہ جنگ آراستہ کیا اور محرم کی آٹھوین روز شنبہ کے دن کہ سنہ ۳۹۲ تین سو بانوے ہجری تھے فریق ناجی اور فریق ناری سنمکھ ہو کر لوازم شجاعت بجالائے سلطان محمود ساتھ فتح اور فیروزی کے اختصاص پاکر غازی ملقب ہوا اور جیپال پندرہ تن فرزندون اور عزیزون کے اسیر ہوا اور پانچہزار ہندو قتل ہوے اور غنیمت بیشمار ہاتھ آئی انمین سے سولہ حمائل مرصع یمنی ملے

اور دو لڑی کو ہموار اور خوش آب اسیر نہ کی گردن سے اتار کر سلطان محمود کے ملاحظہ میں گذرے تھے مبصر جوہریوں نے
قیمت ایک مالے کی ایک لاکھ اسی ہزار دینار سرخ مشخص او مقرر کیے اسکے بعد سلطان محمود بٹتیا ور سے قلعہ بہندہ میں
گیا اور افضال الٰہی سے اسے بھی مسخر کیا اور چونکہ موسم بہار قریب پہونچا تھا سلطان محمود نے اولوالعزمی سے جیپال اور
دوسرے اسیروں کو باج اور خراج قبول کرنیکے بعد امان و بکر رہائی بخشی اور بہت سے افغان کے رئیسوں کو تہ تیغ کیا اور بعضوں کو
چاکروں میں منسلک فرماکے معاودت فرمائی کہتے ہیں ہنود کے طریقہ میں رہ ہے کہ جو راجہ کہ دو مرتبہ مسلمانوں سے شکست پاوے یا
قید ہووے دوبارہ سلطنت کا شائستہ نہو اور گناہ اسکا آگ کے سوا پاک نہووے اسواسطے جیپال نے اپنے فرزند انند پال کو
ولیعہد کرکے اپنے تئیں آگ میں ڈالکر جلایا اور سلطان محمود ماہ محرم ۳۹۳ھ تین سو ترانوے میں پھر سیستان کیطرف روانہ ہوا اور خلیف کو
اس مرتبہ غزنین میں لایا اور دوبارہ ہندوستان جانیکی اسے ہوس ہوئی اور ۳۹۵ھ تین سو پچانوے میں شہر بہاطنہ کی سمت نہضت
فرمائی اور ملتان کی حدود سے گذر کے ظاہر اس میں وارد ہوا اور وہ ایسی دیوار رکھتا تھا کہ نسر طائر اسکے شرفات میں نہ پہونچ سکتا تھا
اور خندق اسکے گرداگرد بحر محیط کے مانند وسیع اور عمیق تھا بجے راو نامی وہانکا راجہ تھا اور رجال و افیال کی کثرت سے نہایت
غرور اسکے سر و مغز میں جاگزیں تھا اور امیر ناصر الدین سبکتگین کے امرا کہ ہندوستان میں رہتے تھے اطاعت نکرتا تھا اور جیپال سے
بھی جیسا کہ شرط فرمانبرداری ہے پیش نہ آتا تھا سبب سلطان محمود اسکی دفع کیواسطے اسطرف فوج کش ہوا بجے راو بھی اپنی سپاہ فراہم
کرکے لشکر اسلام کے مقابل صف آرا ہوا اور میدان میں دونوں گروہ کے تین روز علے الاتصال کارزار اور حرب و ضرب
قائم رہی اور مقہور منصور سے مشخص نہوا قریب تھا مجاہدان اسلام کو چشم زخم پہونچے اس سبب سے چوتھے روز سلطان محمود نے
اپنے لشکر میں یہ منادی کی کہ آج جنگ سلطانی ہوگی چاہیے کہ مردم آزمودہ لازم اور غیر لازم جوان اور پیر جہاد پر مستعد ہوکر میدان جنگ
میں پیش قدمی کریں اور راجہ بجے راو بھی مسلمانوں کی عزیمت سے واقف ہوا اور بتخانہ میں آیا اور اپنے معبود سے کمک طلب کی
اور ہندوؤں کو سلاح بندی کا حکم دیا اور نہایت شان و شوکت سے شہر سے برآمد ہوکر رزمگاہ کی طرف روانہ ہوا امراے
اسلام میمنہ اور میسرہ سے دست بقبضہ جوش و خروش میں آنکر ایکبارگی لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے اور چاشت کیوقت سے
ظہر تک لوازم حرب و ضرب بجا لائے اور طرفین سے کشتوں کے پشتے ہوئے لیکن عجز و ضعف کی علامت کسیکے چہرہ پر
عیان نہوتی تھی سلطان محمود بھی قادر ذو الجلال اور معبود لایزال کی درگاہ کیطرف رجوع لایا اور حضرت رسالت پناہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح سے استمداد اور استعانت طلب کی اور بہ نفس نفیس قلب لشکر کو ہمراہ لیکر لشکر کفار کے قلب پر تاخت
لایا اور انکی جمعیت کو پریشان کرکے پسپا کیا اور بجے راو لشکر شکستہ کو ہمراہ لیکر قلعہ بند ہوا سلطان محمود نے محاصرہ کرکے خندق
کے پاٹنے کا حکم صادر کیا قریب تھا کہ خندق خاک اور سنگ اور چوب سے پر ہو بجے راو متحیر اور مضطرب ہوا اور لشکر اپنا
سلطان محمود کی سپاہ کے مقابل چھوڑا اور رات کو اپنی خاصوں کو لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور بھاگ کر ایک جنگل میں
بیٹھا سے آب سند کی حوالی میں پناہ لیگیا سلطان محمود نے اس حال سے مطلع ہوکر ایک فوج دلیران اسلام سے اسکے
تعاقب میں تعین فرمائی اور شیران بیشہ وغا نے اس گاو بردغا کو اس بیشہ میں جاتے ہی نقطہ پرکار کی صورت چارونطرف سے
گھیر لیا اور راہ گریز نہ پائی بجے راو نے مرنیکے سوا اپنا مفر نہ دیکھا اور اپنے ہاتھ سے خنجر بران کھینچکر اپنے سینہ پر کینہ کو چاک کیا غازیان اسلام نے
اسکا سر سلطان محمود کے پاس جا لیگیا اور تیغ بیدریغ اسکے ہمراہیوں متابعوں پر عمل کرکے ایک خلق کثیر مقتول کی اسکے بعد دو سو اور
اسی زنجیر فیل و برده اور غنائم بیشمار دستیاب ہوئے اور وہ شہر اور اسکے باشندے سلطان محمود کے ممالک محروسہ میں شامل ہوے

اور سلطان

اور سلطان محمود نے مظفر و منصور ہوکر غزنین مین مراجعت فرمائی اور سنہ ۳۹۶ تین سو چھیانوے ہجری مین ملتان کے تسخیر کی عزیمت کی اور لشکر کے احضار کا حکم نافذ کیا اسلیے کہ ملتان کا والی شیخ حمید لودھی امیر ناصر الدین سبکتگین سے اخلاص کا طریقہ سلوک رکھکر خدمات شائستہ بپیش پہونچاتا تھا اسکے بعد اسکا پوتا ابو الفتح داؤد بن نصیر بن شیخ حمید کہ ملاحدہ سے تھا ابتدا مین اپنے باپ دادا کی سنت پر عمل کر کے آپکو سلطان کے ملازمونمین شمار کرتا تھا لیکن اس زمانے مین کہ لشکر اسلام بلدہ بہاطنہ کے محاصرہ مین مشغول تھا اوا ہانے خارج عقل سے سرمار کر اعمال ناشائستہ کا مصدر ہوا سلطان محمود نے اس سال صلاح وقت نہ دیکھکر عین اغماض سے طرح دیکر کچھ نہ کہا دوسرے سال انتقام کا عازم ہوا اور زین الاخبار کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب وہ سلطان محمود کے ارادہ سے واقف ہوا راہ مخالفت مین روان ہوا اور انندپال جیپال کہ سد راہ تھا شکست کھا کر کشمیر کیطرف بھاگا اور الفسی مین مروی ہے جب ابو الفتح سلطان محمود کی خبر آمد سنکر سراسیمہ ہوا اور انندپال کو سلطان کے ارادہ سے آگاہ کر کے کمک چاہی اور اسنے اسکی مدد پر ہمت باندھی لاہور سے پیشاور روانہ ہوا اور اپنے امیرون کی ایک جماعت بھیجکر سلطان محمود کی سد راہ کی تو اسکی روانگی کے مانع ہون سلطان محمود یہ ماجرا دیکھکر غضب ناک ہوا اور لشکر کو انندپال کی جنگ اور اسکے بلاد کی پامالی کا حکم دیا غازیون نے حکم کے موافق اسکے سردارون کو کہ جسارت کا علم بلند کر کے روبرو آئے تھے تیغ قہر سے سنگ تفرقہ انکی جمعیت مین ڈالا اور انندپال اس حال سے آگہی پاکر بھاگ گیا جب سلطان محمود کا لشکر اسکے تعاقب مین سودرہ کے اطراف اور آب چناب کے ساحل پر پہونچا انندپال ہراسان ہوکر کشمیر کے پہاڑون پر بھاگا اور سلطان نے اسکا تعاقب مناسب نہ دیکھا اور بتھندہ کے راستہ سے ملتان کیطرف کہ اس یورش سے غرض اصلی اسکی ملتان کی تسخیر سے تھی روانہ ہوا اور ابو الفتح نے جب مشاہدہ کیا کہ مقدم ملوک ہند کو کیا پیش آیا ناچار مقاومت کی صلاح نہ دیکھی قلعہ بند ہوا اور عجز و زاری کا دروازہ مفتوح کر کے متعہد ہوا کہ مین ہر سال بیس ہزار درم سرخ بلا عذر داخل کرونگا اور احکام شرعی جاری کر کے مذہب الحاد سے احتراز کرونگا سلطان محمود اسکے بعد سات روز ملتان کو محاصرہ کر کے اس قرار پر صلح کے معاودت کے تہیہ مین تھا کہ ونعتاً مسرعان ارسلان جاذب حاکم ہرات کے پاس سے آ پہونچا اور ایلک خان نے لشکر پہونچنے اور انکی خرابی کی خبر دی سلطان محمود نے بتعجیل تمام مہمات بتھندہ کے ساتھ سکھپال کے کہ راجہ ہائے ہند کے فرزندمین سے تھا اور پیشاور مین ابو علی سنجوری کے ہاتھ مین گرفتار ہوکر مسلمان ہوا تھا اور اسے آپ باشاہی کہتے تھے رجوع کر کے غزنین گیا اور شرح ایلک خان کی داستان کی یون ہے کہ مدت مدید تک بساط محبت و مودت سلطان محمود اور ایلک خان کے گسترده رہا اور علاقہ مصاہرت اور دامادی کا مستحکم اور استوار رہا یہانتک کہ چند مرتبہ مذکور ہوا یعنے مفسدون کے فساد اور سخن چینون اور چغلخورونکی چغلخوری کے سبب وہ صداقت عداوت کے ساتھ مبدل ہوئی اور جب سلطان محمود نے ملتان کیطرف نہضت فرمائی اور خراسان کا میدان دلیران شیر افگن کی مہابت سے خالی ہوا ایلک خان نے فرصت پاکر اس ولایت کی تسخیر کی طمع کی اور سیاوش تگین کو کہ اسکا سپہ سالار تھا اطراف و جوانب سے فوج بیحساب جمع کر کے خراسان کیطرف روانہ کی اور جعفر تگین کو بطور شحنگی بلخ کے دار الملک مین مقرر کیا ارسلان جاذب حاکم ہرات اس حال سے واقف ہوکر تختگاہ کی حفاظت کیواسطے ہرات سے غزنین کیطرف متوجہ ہوا اور اعیان خراسان کی ایک جماعت کہ سلطان محمود کے ایام غیبت کی درازی اور اراجیف کے انواع انتشار کے سبب ایلک خان کے ساتھ اطاعت اور فرمانبرداری کا طریق اختیار کیا جب سلطان محمود غزنین مین داخل ہوا ایک لشکر باشکوہ اور ایک حشر انبوہ بحر امواج کے مانند فراہم کر کے

بلخ کی سمت روانہ ہوا اور جعفر تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہو کر ترمذ میں بھاگ گیا اور ارسلان جاذب سلطان کے
حکم کے موافق سپاہ و حشم تگین کیطرف متوجہ ہوا اور ہرات سے برآمد ہو کر ماوراء النہر کی عزیمت کی ایلک خان نے قدر خان سے
جو شاہ چین تھا مدد چاہی اور قدر خان پانچ ہزار فوج سے اُسکی کمک کو آیا ایلک خان نے اُسکے اتفاق سے آب جیحون سے
عبور کیا اور بلخ کے چار فرسخ پہونچکر سلطان محمود کے لشکر کے مقابل فروکش ہوا سلطان محمود نے بنفس نفیس صف کارزار
آراستہ کی قلب لشکر پر اپنے چھوٹے بھائی امیر نصیر الدین والی جرجان اور ابو النصر فریغون اور عبد اللہ طائی کے سپرد کی اور
میمنہ بالتونتاش حاجب کے حوالہ کی اور میسرہ ارسلان جاذب اور امراے افغانان اور خلج کے تفویض فرمائی پانسو فیل کوہ تمثیل
افواج بحر امواج کے آگے ایستادہ کی اسطرف ایلک خان نے بھی قلب لشکر میں قرار کیا اور قدر خان کو میمنہ اور جعفر تگین کو میسرہ میں
مقرر کیا جب طرفین سے صف کارزار تیار ہوئی جہانتک پیک نظر جاتا تھا سوارونکا پرا نظر آتا تھا فردوسی نہان گشت
خورشید گیتی فروز ÷ تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز ÷ شد از سم اسپان زمین لالہ رنگ ÷ ز نیزہ ہوا شد چو پشت پلنگ ÷
پھر دونوں لشکر مثل دو بحر زیبق ایک دوسرے کے مقابلے کو آئے اور گھوڑونکی صدا نے آسمان کے کان بہرے کیے
اور تازیون نے اپنے سم کے غبار سے فضاے سپہر تیرہ کیا اور آتش جنگ حملہ کی ہوا سے افروختہ ہوئی اور شمشیر آبدار اور سنان
شعلہ کردار کی آبیاری سے خون دلاورونکا معرکہ کی خاک میں آمیختہ ہوا اور ایلک خان غلامان خاصہ کی افواج ہمراہ لیکر اپنی صف
سے برآمد ہو کر دار و گیر میں مشغول ہوا سلطان محمود شدت ترکان ایلک خان کی مشاہدہ کر کے گھوڑے سے اترا اور تضرع و زاری سے
منہ اپنا خاک عجز پر رکھکر حضرت ذو الجلال سے ظفر و نصرت کی مسئلت کی اور نذر اور صدقات اپنے اوپر واجب کیے اور تفضل الٰہی پر
اعتماد کر کے فیل مست پر سوار ہوا اور شیر ژیان کے مانند ایلک خان کے قلب لشکر پر جا پڑا جوکہ اسکی نظر فضل رب پر تھی
ناگاہ عنایات سبحانی سے اول مرتبہ سلطان محمود کے فیل مست نے ایلک خان کے علمدار کو خرطوم (سونڈ ۱۲) میں لپیٹ کر
سنگریزہ کیطرح پھینکدیا اسکے بعد ترکون کی صف کیطرف خلق کثیر اور جم غفیر کو عرصہ ہلاک میں داخل کیا جب دلیران صف شکن
سلطان نے مشاہدہ کیا کہ سلطان محمود قادر بیہمال کے افضال سے اپنے فیل مست سے دشمنون پر حملہ آور ہوا یکبارگی
جوش و خروش میں آنکر چپ و راست سے صفوف اعدا پر جا پڑے اور تیغ بیدریغ کی ضرب اور طعن سنان جانستان سے
ترکون کو خاک مذلت پر ڈالا یہانتک کہ ایلک خان اور قدر خان اپنی زندگی سے مایوس ہوے اور بہزار حیلہ معرکہ سے باہر گئے
اور برق کے مانند بھاگ کر آب جیحون سے عبور کیا اور اپنے ممالک محروسہ میں کسی مقام پر باگ نہ روکی اور دوبارہ خراسان کی
تسخیر کا خیال اپنے سر پر مغز میں نہ لائے اور تاریخ یمینی میں مسطور ہے کہ یمین الدولہ سلطان محمود نے ایلک خان کی ہزیمت کے بعد
تعاقب کی عزیمت فرمائی چونکہ موسم سرما تھا اور اس حدود میں سردی اور برف ریزی اس کثرت سے تھی کہ تمام لشکر اسکی
تاب نہ لاسکا اکثر امراء اس امر سے راضی نہ تھے لیکن سلطان محمود بنفس نفیس اسبارہ میں مجد تھا ناچار دو کوچ اسکے تعاقب
گیا تیسری شب کو بیابان میں برف عظیم اور سرماے شدید نے زور شور کیا اہلکارون نے سلطان محمود کیواسطے ایک بارگاہ
ایستادہ کر کے منقل بیشمار حاضر کیں جیساکہ اکثر حضار مجلس گرمی کے سبب سے چاہتے تھے کہ جامہاے زمستانی بدن سے
دور کریں اتنے میں مسمے دلچک سلطان محمود کی بارگاہ میں حاضر ہوا سلطان نے از روے ظرافت دلچک سے فرمایا کہ تو باہر جا
اور میری طرف سے سرما سے کہہ کہ بیجان کندنی تیری کیا ہے ہم یہان گرمی کے سبب سے قریب ہے کہ سردیکا جامہ اپنے بدن سے تبدیل
کرین دلچک حکم کے موافق باہر گیا اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آیا اور زمین ادب کو بوسہ دیکر عرض کی کہ غلام نے حضور کا پیغام

سرپاکو پہونچایا وہ کہتا ہی کہ اگرچہ سردست میرا ہاتھ سلطان اور اسکے مقربون کے دامن تک نہین پہونچتا ہی لیکن تلچیون
اور شاگرد پیشیہ کی آج شب کو ایسی خدمت کرونگا کہ کل حضرت سلطانی اور اسکے مقرب اپنے گھوڑونکی تیمارداری اور خدمت
کرینگے اور ہماری طرف سے غبار خاطر شریف مین نہ بیٹھے سلطان نے اگرچہ اسوقت خوش طبعی سے ظاہراً کچھ نہ کہا لیکن اس عزیمت
سے دلمین پشیمان ہوا اور کوچ کا حکم صادر فرمایا ناگاہ اسی شب کو ہندوستان کی طرف یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ آب سار
تمردی سے مرتد ہوکر دین اصلی سے پھر گیا اور اس میدان کو خالی دیکھکر بادشاہی عمال کو اس دیار سے نکالدیا اسواسطے
سلطان نے علی الصباح عنان عزیمت ہندوستان کیطرف معطوف فرمائی کوچ بکوچ روانہ ہوا اور ان امرا کو کہ ہندوستان مین
جاگیرین اور ریاست رکھتے تھے بجناح استعجال پیشتر روانہ فرمایا کہ وہ آب سار کو گرفتار کرکے دربار مین حاضر لائے سلطان محمود نے
چار لاکھ درم اس سے لیکر اپنے خزانچی سے تگین کو عنایت کیے اور آب سار کو قید کیا یہانتک کہ اسکا مرغ روح قفس تن سے پرواز
کر گیا اور اسوقت آنحضرت نے عطف عنان کرکے غزنین مین رونق افروزی کی اور بستر استراحت پر تکیہ زن ہوکر آرام فرمائی
اور سنہ ۳۹۹ تین سو ننانوے ہجری مین انندپال کی گوشمالی کا آہنگ کیا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ اسنے عین قصد تسخیر ملتان مین بے ادبی
کی تھی لشکر فراہم کرکے ہندوستان کی یورش کا عازم ہوا اور یہ خبر سنتے ہی انندپال بھی کارزار پر آمادہ ہوا اور ہندوستانی راجاؤن
سے استمداد طلب کی یہ لوگ جو اہل اسلام کی دفع ایذا کو موجب حسنات اور ترقی درجات جانتے تھے ناچار بقصد صواب ہند
اور اطراف کے تمام راجہ اسکی استمداد پر آمادہ ہوئے یہانتک کہ اوجین اور گوالیار اور کالنجر اور قنوج اور دہلی کے راجہ
فوج فوج لشکر سے پنجاب کیطرف متوجہ ہوئے اور زیادہ تر اس سے کہ امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد مین لشکر قلمبند ہوا تھا
اس مرتبہ فوج کا جائزہ لیکر انندپال کو سردار کرکے سلطان کی حرب پر آمادہ ہوئے اور پشاور کے صحرا مین سلطان محمود کے
لشکر کے قریب جاکر چالیس روز تک مقابل خیمے برپا کیے اور طرفین سے کوئی جنگ پر سبقت اور پیش قدمی نکرتے تھے لیکن
روز بروز لشکر کفار افزون ہوتا تھا اور اطراف و جوانب سے انھین مدد پہونچتی تھی یہانتک کہ گکھر کفار بھی اس لشکر مین ہنود
سے ملحق ہوئے اور ایک حشر عظیم برپا کیا اور مسلمانون کی حرب مین ایسے ساعی ہوے کہ انکی عورتین اپنا زیور فروخت کرکے
اور دور دور سے خرچ اپنے شوہرون کیواسطے بھیجتی تھین تو مصارف ضروری سفر مین صرف کرکے مسلمانونکی حرب مین کوشش
کرین اور جو عورتین کہ مقدرت نرکھتی تھین چرخہ زنی اور مزدوری کرکے چیزے بچیزے مردم لشکر کیواسطے ارسال کرتی تھین جب
سلطان نے بخوبی دریافت کیا کہ کفار اس مرتبہ فدویون کے مانند سلوک کرتے ہین اتباع جنگ مین شرائط احتیاط بجا لایا
یعنی لشکر کے دو طرف خندق وسیع اور عمیق کھدوائی تو جانبین سے کفار یلغار نکرسکین اسکے بعد حرب مین قیام کرکے ہزار جوان
تیرانداز حکم کے مطابق آگے جاتے تھے اور کفار کو حیلہ ہاے سپاہیانہ سے جنگ پر آمادہ کرکے اپنے لشکرگاہ کیطرف کھینچ لاتے تھے
اور غازیان اسلام اتفاق حسنہ سے انکے دفع مین مشغول ہوتے تھے اور باوصف اس احتیاط کے کہ سلطان عمل مین لایا تھا تیس ہزار
کفار سر و پا برہنہ اسپر ایک حربہ غیر مکرر ہاتھ مین لیکر دونون طرف سے عین کارزار مین دو طرفہ خندق سے عبور کیا اور سواران اسلام پر
آپڑے اور باانسان اور مرکبونکو لشکر اسلام کے زخمی شمشیر اور خنجر اور برچھی سے کرنے لگے خلاصہ یہ طرفۃ العین مین تین چار
ہزار مسلمانونکو شہد شہادت چکھاکر روضۂ رضوان مین داخل کیا اور اسی اولوالعزمی سے انکی نیت خاص یہ تھی کہ سلطان
لشکر کے پیادہ جو نکلتے تھے معرکہ سے کنارہ کش ہوکر آپس روز جنگ موقوف رکھے چونکہ خدا کفیل تھا قدرت سے قضیہ بالعکس ظہور
مین آیا کہ ناگاہ وہ فیل کہ جسپر انندپال سوار تھا صداے نفط و خدنگ سے سراسیمہ ہوکر بھاگا اور اطراف کے لشکر نے ملوک ہند کے

زار کا گمان کر کے سب نے ہزیمت کی راہ نا پی اور عبد اللہ طائی پانچ ہزار سوار عرب سے اور ارسلان جاذب نے دو ہزار ترک
افغان اور خلج سے دو شبانہ روز مفروریوں کا تعاقب کیا اور آٹھ ہزار تیغ کے گھاٹ اتارے اور تیس زنجیر فیل
اور غنیمت بیشمار فراہم کر کے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے سلطان اس فتح کے بعد تقویت دین محمدی کیواسطے
نگرکوٹ کے جہاد اور وہاں کی بت شکنی کا عزم بالجزم کر کے روانہ ہوا اور اس عہد میں وہ قلعہ کہ ساتھ قلعہ بھیم کے موسوم اور
مشہور تھا سلطان طے مراحل اور منازل کے بعد جب قلعہ بھیم کے اطراف میں پہونچا حکم اُسکے محاصرہ کا دیا اور اُسکے اطراف و
جوانب کے باشندوں کے قتل سے اپنے تئیں معاف نرکھا اور وہ قلعہ راجہ بھیم کے عہد میں ایک پہاڑ کے قلعہ پر تعمیر ہوا تھا اہل ہند اُسکو
بتوں کا مخزن جانتے تھے اور اطراف واکناف کے راجہ زر نقد اور جواہر کے علاوہ انواع نفائس اور تحائف وہاں بھیجتے تھے اور اس امر کو
سبب تقرب درگاہ احدیت تصور کرتے تھے اسوجہ سے طلا اور نقرہ اور جواہر اور در و مرجان اُس قلعہ میں اسقدر جمع ہوا تھا کہ
جوہری وہم اُسکا حساب نکر سکے اور کسی بادشاہ کے خزانہ میں فراہم نہ تھا جو قلعہ ابطال رجال سے خالی تھا اور سوائے براہمہ اور
بت پرستوں کے کہ خادمان اصنام سے مراد ہیں اسمیں ساکن نہ تھا اسواسطے رعب اور ہراس افواج سلطانی وہاں کے باشندوں کے دلوں پر
طاری ہوا الامان کی صدا ایوان کیوان تک پہونچائی اور تیسرے دن قلعہ کا دروازہ کھولکر سلطان کے روبرو خاک ذلت پر
گرے سلطان چند خواص اپنے ہمراہ لیکر قلعہ میں داخل ہوا سات لاکھ دینار سرخ اور سات سو من آلات چاندی سونے اور
دو سو من کندن نادرہ و ہزار من چاندی خالص اور بیس من انواع جواہر کہ بھیم کے عہد حکومت سے فراہم ہوا تھا اولیان سلطانی
کے تصرف میں آیا پھر سلطان نے سالماً و غانماً غزنین کیطرف معاودت فرمائی اور سنہ چارسو ہجری میں شہر کے باہر چند
تخت طلا اور نقرہ کے بارگاہ میں رکھوائے اور وہ غنائم کہ اس سفر میں ہاتھ آئے تھے صحرا میں لیجا کر انبار کیے اہل شہر اور
دیہات اُسکے تماشے کو جمع ہوئے تین روز تک یہ صحبت اور مجمع رہا سلطان محمود نے جشن عظیم فرمایا اور مستحقوں اور
پرہیزگاروں کو بذل اور احسان سے مستغنی کیا اور جذب قلوب میں کسی طور تقصیر نہ کی اور سنہ چارسو ایک ہجری میں
سلطان محمود نے غور پر لشکر کشی فرمائی اور وہاں کا حاکم جسے محمد بن سوری دس ہزار مرد اہل نبرد آراستہ کر کے سلطان محمود کی
صفوف کے مقابل آیا اور صف آرائی کے بعد طلوع آفتاب سے دوپہر تک آتش حرب و ضرب مشتعل کر کے داد مردانگی اور
جوانمردی کی دی جب سلطان محمود نے غوریوں کی جانبازیاں مشاہدہ کیں اپنے لشکر کو از روے فریب کے معرکہ جدال سے
روگرداں اور پسپا کیا اہل غور نے اس گمان سے کہ سپاہ سلطان نے ہزیمت پائی کھائی سے کہ اپنے گرد اگرد دنیار کی تھی برآمد ہوکر پیچھا لیا
جب فضائے صحرا میں پہونچے سلطان محمود کی افواج دریا امواج سیل شدید کے مانند پھر پڑی انمیں اکثر لوگوں کو لقمہ شمشیر آبدار کیے
اور جرأت کا قدم بڑھا کر محمد ابن سوری کو دستگیر کر کے سلطان محمود کے روبرو حاضر کیا محمد ابن سوری نے فور الم اور ہجوم غم سے
ہیرہ کا نگینہ کھا کے مجلس سلطان میں اس عالم فانی سے کوچ کیا اور وہ ولایت اولیان سلطان کے تحت تصرف میں آئی اور
تاریخ یمینی میں مرقوم ہے کہ غور کے تمام اور وہاں کی رعایا نے اس عہد تک دین اسلام نہ قبول کیا تھا لیکن صاحب طبقات ناصری
اور فخر الدین مبارک شاہ مروزی کہ سلطان غور کی تاریخ سلک نظم میں کھینچی ہے اُنکا یہ قول ہے کہ اہل غور امیر المومنین اور
یعسوب الموحدین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے عہد خلافت میں مسلمان ہوئے ہیں اور بنی امیہ کے
کے عہد میں تمام ممالک اسلام نے حرف بیجا حضرت رسالت پناہ کے خاندان پر کیا ہے لیکن غور کی مملکت میں کسی وجہ سے مرتکب اسکے نہوئے
اس سبب سے اُس مملکت کو تمام ممالک پر فخر اور مباہات ہے اور اسی سال سلطان محمود دوبارہ غزنین سے ملتان آیا اور اُسے جبر و قہر سے

مفتوح کیا بہت سے قرامطہ اور ملاحدہ کو تہ تیغ کرکے دار البوار پہونچایا اور بہتونکے ہاتھ اور پاؤن قطع کیے اور داؤد بن نصیر کو زندہ گرفتار کرکے اپنے ہمراہ غزنین مین لیگیا اور غور کے قلعہ مین محبوس کیا یہانتک کہ اسمین ہلاک ہوا اور سنہ چارسو دو ہجری مین سلطان محمود کے دلمین پھر بارہ جہاد کی ہوس پیدا ہوئی تھانیسر کیطرف کہ ممالک ہندوستان سے ہے متوجہ ہوا اور عزیمت کا سبب یہ تھا کہ یہ خبر اسکے سمع مبارک مین گوش زد ہوئی تھی کہ تھانیسر کفار کے نزدیک عزت و احترام مین بلا تشبیہ مثل مکہ معظمہ کے ہے اور وہان قدیمی ایک بتخانہ ہے اور اسمین بہت کثرت سے بت نصب کیے ہین اور بڑے عظیم اصنام انکا جگ سوم نام رکھتا ہے اور کفار کے اعتقاد مین جب سے کہ جہان پیدا ہوا ہے وہ بت بھی رکھا ہے اور سلطان غازی جب ممالک پنجاب مین داخل ہوا چاہتا تھا کہ بسبب اس عہد اور پیمان کے کہ اسکے اور انندپال کے درمیان مین قائم ہوا تھا [illegible] اور کسی لشکر کا صدمہ اور لغزش عبور اوسکے وجہ سے اسکی مملکت کو نہ پہونچے اسوجہ سے ایلچی انندپال کے روبرو بھیجکر اطلاع دیا کہ مین تھانیسر کی عزیمت رکھتا ہون تجھے لازم ہے کہ ایک جماعت اپنے معتمدین سے ہماری فوج کے ہمراہ لوات مین ملازم کرے تو جو [illegible] سے متعلق ہو سپاہ گردون اشتباہ کے صدمہ سے محفوظ رہے انندپال نے فرمانبرداری فرمان واجب الاذعان اپنی بقاے دولت کا سبب جانکر بسرعت تمام اسباب ضیافت مہیا کیا اور اپنی مملکت کے تجار اور بقالون کو حکم دیا تو ہر قسم کے اشیا مثل روغن اور غلہ اور جمیع مایحتاج لشکر سلطان کے اردو مین [illegible] اور دو ہزار سوار اپنے بھائی کے ہمراہ کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجکر عرض کی [illegible] اور اخلاص اور اعتقاد سے مقربان بارگاہ کی خدمت مین یون گذارش کی کہ تھانیسر کا بتخانہ اس ملک کے باشندون کا معبد ہے اگرچہ حضور کے مذہب مین بتونکا توڑنا حصول ثواب اور ذریعہ نجات کا سبب ہے [illegible] مین حاصل ہوا اب یہ خدمتگار جان نثار عرض کرتا ہے اگر سلطان [illegible] یہ کہ ہر سال خراج اس ملک کی رعایا پر لازم کرکے مراجعت فرماوین یہ کمترین بھی اس شکریہ مین کہ [illegible] جسقدر کی معروض قبول مین پذیرا فرمائی ہے ہر سال پچاس زنجیر فیل مع تحف و ہدایاے نفیسہ درگاہ عرش اشتباہ مین ارسال کیا کریگا سلطان نے جواب دیا کہ مسلمانون کے مذہب مین ایسا ہے کہ وہ جسقدر شریعت غرا کی رواج اور کفار کے معبد یعنی بتخانون کے انہدام مین کوشش کرین تو اجر آخرت زیادہ تر پاوین اور جو نیت ہماری وہ ہے کہ ہم مساعی جمیلہ سے بت پرستی رسم ہندوستان کے تمام شہرون سے بالکل زائل کرین کیونکر تھانیسر کے فسخ عزیمت مین لاوین الغرض جب یہ خبر دہلی کے راجہ کو پہونچی تو اہل اسلام کے حرب پر آمادہ ہوا اور ہندوستان کے اطراف و جوانب مین ایلچی بھیجکر پیغام دیا کہ سلطان محمود جنود بے حد سے تھانیسر کیطرف کہ ہمارے ممالک سے ہے متوجہ ہوا ہے اگر پیشتر سے اس سیلاب تند کا بند نہ باندھینگے [illegible] وہ اس مملکت کے صحرا مین [illegible] ہوکر جو [illegible] دولت کا نہال بیخ و بن سے اکھاڑیگا بہتر یہ ہے کہ تم سب عالی ہمم اپنی افواج سے تھانیسر مین مجتمع ہوکر اور ہم سب یکدل ہوکر غوغا برطرف کرین لیکن سلطان محمود لشکر کفار کے اجتماع سے پیشتر تھانیسر مین پہونچا اور شہر خالی دیکھکر بہ نفس تمام غارت کیا اور حضرت ابراہیم کیطرح بتون کو توڑا اور جگ سوم کو غزنین مین بھیجا تو خلائق کے سر راہ اسنے ڈالکر پے سپر بناوین اور اسقدر خزینے بتکدون سے دستیاب ہوے کہ شمار اسکا حد سے باہر ہے اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان بتخانون مین سے ایک قطعہ یاقوت سرخ کا ایسا دستیاب ہوا تھا کہ اسکا وزن چارسو پچاس مثقال تھا اور [illegible] رنگ کا جو نفیس کسی نے نہ دیکھا نہ سنا تھا سلطان نے اس فتح کے بعد دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا ارکان دولت نے عرض کی کہ دہلی اسوقت تسخیر ہوگی کہ پنجاب کی سلطنت

یکقلم بابیان سرکار کے تصرف مین آوے اور انندپال کے سبب سے بالکل جمعیت ہو رہے سلطان کو یہ بات پسند آئی اور وہ
عزیمت فسخ کی اور تخمیناً دو لاکھ ہندی اس ولایت سے غزنین مین لیگیا کہتے ہین غزنین کو بھی اس سال بلاد ہندوستان سے شمار کرتے
تھے کسواسطے کہ ہر ایک لشکر سلطان کا ہر فرد انسان مالک اسقدر کنیز او غلام ہوا تھا و بنگیہ چار سو اور تین ہجری مین التونتاش
سپہ سالار اور ارسلان خان جاذب نے غرجستان فتح کرکے اور شاہ سار ابو نصر کو جو وہانکا حاکم تھا غزنین مین گرفتار کرلائے
اور کہتے ہین کہ جسوقت شاہ سار کو قید کرکے غزنین مین لاتے تھے ایک غلام شاہ سار کا موکل تھا اُسنے ارادہ کیا کہ غزنین کے
پہونچنے سے پیشتر خاتون کو اپنے مجاری احوال پر مخبر کرے پھر شاہ سار کو نامہ تحریر کرنیکی تکلیف دی ہر چند شاہ سار نے اس امر سے
انکار کیا فائدہ نہ بخشا شاہ سار نے ناچار قلم اُٹھایا اور یہ عبارت تحریر کی کہ ای فحبہ بدکارہ ای شوخ چشم تیرہ روزگار سب تجھے
یہ تصور اور خیال ہو کہ تیرے افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ میرے گوش زد ہوئے اور ضائع کرنا میرے مال کا اپنے تحصیل مرادات
مین میرے خاطر نشان ہوا مین خوب واقف ہون کہ تو زمانہ شراب خواری اور اوقات حریف کی نازبرداری مین سرا بسر کرتی ہو
اور میرے خانمان کو غبار صرصر بدنامی سے برباد دیا تونے اور میری آبروریزی کر کے خاک مذلت و رسوائی میرے سر پر گرائی اگر
حق سبحانہ تعالی کے افضال سے مع الخیر و عافیت پھر وطن پہونچتا ہون تیرے کردار بد کی سزا دیتا ہون اور تیرے اعمال زشت
کی جزا تیری آغوش مین رکھتا ہون پھر نامہ اختتام کرکے سرنامہ پر مہر کی اور غلام کے سپرد کیا جب وہ نامہ خاتون کو پہونچا اور
مضمون معلوم ہوا دھوان غم کا اُس ضعیفہ بیچاری کے دماغ سے برآمد ہوا اور اپنے دل مین یقین کیا کہ دشمنون نے میرے شوہر سے
سخنان دروغ کہکر میری نسبت تہمت چند کی ہین اسلیے وہ شوہر کے خوف سے اپنی خواصون کو لیکر مکان سے نکل گئی اور گوشہ
مین پوشیدہ ہوئی اور غلام نے شاہ سار کو غزنین مین پہونچایا اور اپنے مکان مین گیا دیکھا کہ محل سرا کا دروازہ بند ہی
اور آبادی کا نشان مطلقاً باقی نہین رہا حیران ہوا اور دروازہ کھولا اُس مکان کو کہ گلزار ارم کے مانند نزہت افزا تھا
بیابان نفوذ کیطرح خشک و خالی پایا اور کدبانو کا اثر اور پرستار و نکا نشان نہ ملا کا کانے ہمسایہ کے باشندونسے حقیقت حال
پوچھی انھون نے نامہ کے مضمون اور قبائح اور فضائح سے جو ہمین نسبت تھے آگاہ کیا کا کانے فریاد و شور برپا کیا کہ مین اس
سے وقعت نہین رکھتا پھر خاتون کو طلب کرکے عذر خواہی کی اور اول مرتبہ جب شاہ سار کو سلطان کے دربار مین لیگئے
یاران خوش طبع نے یہ ماجرا سلطان کے گوش زد کیا سلطان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ جو شخص اپنے جادۂ اعتدال سے باہر قدم رکھتا
ہی اور اپنے بزرگ تر سے بطریق ادب پیش نہین آتا اُسکی یہی سزا ہی اور سلطان نے اُنھین دنون مین ایک مکتوب خلیفہ عباسی القادر
باللہ کو تحریر کیا کہ جو اکثر بلاد خراسان راقم سے متعلق ہین امیدوار ہون کہ بعضے بلاد خراسان جو آپکے غلامونکے تصرف مین
ہین اسطرف کے لوگون کو معاف فرماوین خلیفہ نے سلطان کے ملاحظہ سے یہ التماس پذیرا کی سلطان محمود نے حسب
درباره خلیفہ بغداد القادر کو نامہ سمرقند کی طلب و عطاے فرمان مین لکھا خلیفہ نے فرمایا معاذاللہ مین یہ امر قبول نکرونگا
اور اگر تو میری بغیر مرضی اسکے لینے کا ارادہ کریگا ایک عالم تیرے اوپر چڑھا لاؤنگا سلطان رنجیدہ ہوا اور خلیفہ کے ایلچی سے
کہا کہ تو چاہتا ہی کہ مین ہزار فیل جنگی لیکر دار الخلافت ویران کرون اور اُسکی خاک ہاتھیونکی پیٹھ پر لادکر غزنین مین لاؤن
ایلچی روانہ ہوا اور چند عرصہ کے بعد خلیفہ کا نامہ لیکر آیا اُسوقت سلطان محمود دربار مین بیٹھا تھا اور غلام صف باندھکر ادب سے
ایستادہ ہوئے تھے اور پیلان کوہ پیکر دربارگاہ پر ایستادہ کیے اور لشکر کو تعبیہ کیا رسول حاضر ہوا اور نامہ سربمہر
تخت کے روبرو رکھکر امیر المومنین مقتادیا باللہ کیطرف سے عرض کی کہ خلیفہ فرماتا ہی تیرا جواب یہ ہی خواجہ ابو نصر

زوزنی نے کہ امیر دیوان رسالت تھا نامہ کھولکر دیکھا کہ اول سرنامہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر ہی اور اسکے بعد ایک
سطر بحرف مقطعات ال م ال م لکھکر آخر اسکے یون قلمی ہوا الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علے رسولہ محمد وآلہ اجمعین کے
سوا اور کچھ قلمی نہ تھا سلطان اور تمام کاتب اور منشی حیران تھے کہ آیا اسمین کیا رمز اور کنایہ لکھا ہی ہر ایک آیت جو قرآن مین
وارد ہی تمام پڑھین اور تفسیر کی کچھ دریافت نہوا خواجہ ابوبکر قہستانی کہ ابتک کسی مدارج اور مناصب پر منصوب نہ تھا
قدم جرأت کا بڑھا کر عرض کی جو حضور نے دار الخلافت کی پامالی پاے پیلان سے تجویز کرکے پیلان تہدید کی تھی شاید کہ
اسکا جواب الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل تحریر کیا ہو سلطان محمود اس امر کے سنتے ہی بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا
گریہ وزاری کرکے ایلچی سے معذرت چاہی اور مع تحف و ہدایا رخصت کیا اور ابوبکر قہستانی کو خلعت خاص سے سرفراز فرماکر
صدر امارت پر متمکن کیا اور سنہ ۴۰۴ چارسو چار ہجری مین سلطان نے قلعہ نندونہ پر کہ بالناتھ کے پہاڑ پر واقع ہی لشکر کشی کی
اس عرصہ مین انندپال کے فوت ہونے سے اسکا بیٹا یعنی جیپال کا پوتا لاہور کا حاکم تھا چونکہ وہ سلطان کے مقابلہ کی طاقت
نرکھتا تھا مردان جنگی کارآزمودہ قلعہ نندونہ مین چھوڑ کے آپ کشمیر کے درہ مین روانہ ہوا سلطان قلعہ کا محاصرہ کرکے نقب یعنی
سرنگ اور آلات وغیرہ سے قلعہ کشائی مین مشغول ہوا اہل قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی اور پاپیان سلطانی کو قلعہ سپرد کیا
سلطان قلعہ کے اسباب پر متصرف ہوا اور اپنے معتمدین مین سے ایک کو قلعہ سپرد کرکے کشمیر کے درہ کیطرف متوجہ ہوا جیپال کا نبیرہ
پوتا ۱۲
اس امر سے آگاہ ہوکر وہانسے بھی دوسرے مقام مین بھاگ گیا سلطان اس درہ سے بہت غنیمت بیشمار اپنے تصرف مین لایا اور
ایک خلق کو دین اسلام سے آشنا کرکے غزنین مین آیا اور سنہ ۴۰۶ چارسو چھ ہجری مین بھی کشمیر کی عزیمت کی اور قلعہ لوہ کوٹ کو کہ
رفعت اور متانت مین مشہور و معروف تھا محاصرہ کیا جب چند ماہ کا عرصہ منقضی ہوا اور موسم برف باری اور شدت سرما کا آیا
کشمیر کی اور کمک سکے پاس پہونچی ترک محاصرہ کرکے راہ غزنین کی آگے لی اور سفر مین راہ گم کرکے ایسے مقام مین جا پڑے کہ تمام صحرا
پرآب تھا اور جسطرف جاتے تھے پانی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا اور دریا پانی مین ایک خلقت کثیر ہلاک ہوئی اور یہ پہلا چشم زخم اور
صدمہ تھا کہ سلطان محمود کے لشکر کو ہندوستان کے سفرون مین پہونچا اور چند روز کے بعد اس آب مواج سے بہزار مشقت اور
حیلہ کے نجات پائی اور اسی سال ابو العباس مامون خوارزم شاہ نے سلطان محمود کو نامہ تحریر کرکے اسکی ہمشیرہ کی خواستگاری کی
سلطان نے اسکے نخل عروس تمنا کو حناے اجابت سے رنگین کیا یعنی اپنی بہن کو خوارزم مین بھیجا اور سنہ ۴۰۷ چارسو سات ہجری مین
خوارزم شاہ پر ایک جماعت اوباش نے ہجوم کرکے یورش کیا اور شاہ ممدوح انکے دست تسلط سے مقتول ہوا سلطان یہ
سانحہ سنتے ہی بسبیل عجلت غزنین سے بلخ آیا اور وہان سے یک لخت لشکر کیطرح خوارزم کیجانب متوجہ ہوا جب حد بندین کہ وہ
خوارزم کا سرحد ہی پہونچا محمد طائی کو مقدمۃ لشکر کرکے پیشتر بھیجا جسوقت کہ غزنیون نے منزل مین اقامت کرکے صبح کی
نماز مین قیام کیا خمارتاش کہ خوارزمیون کا سپہ سالار تھا قابو پاکر کمین گاہ سے برآمد ہوکر ابلیس کیطرح نمازیون پر تاخت لایا
اور ایک جماعت کثیر کو تہ تیغ کرکے روضہ رضوان مین داخل کیا اور بقیۃ السیف منہزم ہوئے سلطان غلامان خاصہ کی فوج جرار
بیشمار اس جماعت کی سرکوبی کیواسطے تعین فرمائی اور ان جانبازون نے تعاقب کرکے خمارتاش کو گرفتار کیا اور سلطان کے
حضور حاضر لائے اسکے بعد سلطان قلعہ ہزار سپ مین پہونچا خوارزم کی سپاہ اجتماع کرکے مقابل ہوئی حرب شدید اور معرکہ عظیم
کے بعد راہ ہزیمت شکست پائی اور البتگین بخاری جو انکا سپہ سالار تھا اسیر ہوا پھر سلطان نے خوارزم مین نہضت
فرمائی اور ابو العباس کے قاتلون کو اسکے انتقام خون مین قتل کیا اسوقت امیر حاجب التونتاش کو خوارزم شاہی کے خطاب سے

مخاطب فرما کر خوارزم کی ولایت کا والی کر کے بطور جاگیر کے عنایت کی اور وہان سے بلخ مین مراجعت فرمائی اور ولایت ہرات کی
اپنے فرزند امیر مسعود کو بخشی اور ابو سہل محمد بن حسین زوزنی کو اسکا وکیل کر کے اسکے ہمراہ روانہ کیا اور ولایت گورکان اپنے
بیٹے امیر محمد کو دی اور ابوبکر قہستانی کو اسکے ہمراہ کیا اور جب سلطان محمود خوارزم کی مہم سے مطمئن ہوا اُس سال کے زمستان
و تابستان مین توقف فرمایا تو سپاہ آرام پاوے اور سنہ چار سو نو ہجری مین اوائل بہار اور ہنگام اعتدال لیل و نہار مین کہ سلطان
نامیہ کے سبزہ اور پھولون کی سپاہ فضائے صحرا اور بوستان مین کھینچی اور دہری بہشت کی ہوائے اعتدال و نسیم فروردین
اہتزاز سے قلعے غنچہ طرب مسخر اور مفتوح ہوئے سلطان محمود ایک لاکھ سوار خاصہ و بیس ہزار مرد مطوعۃ الاسلام ہمراہ رکاب
جو نواح بلاد ترکستان اور ماوراءالنہر اور خراسان وغیرہ سے بہ نیت جہاد آ کر سلطان کی فوج سے ملحق رہتے تھے متوجہ بلاد قنوج
ہوا کہ گشتاسپ کے زمانے سے آنحضرت کے عہد تک کسی بیگانہ کا ہاتھ اسکے دامن مین نہ پہونچا تھا اور غزنین سے اس ولایت تک
تین مہینے کا راستہ ہے اور سات دریا مواج اور ہولناک سے عبور کرنا چاہیئے جب کشمیر کی سرحد مین پہونچا وہانکے والی نے تحف
اور ہدایائے لائق پیشکش کر کے عنایات خسروانہ سے مفتخر ہوا اور حکم محکم کے موافق مقدمہ لشکر ظفر اثر روان ہوا اور سپاہ اسلام قطع کرنے
مراحل اور منازل کے بعد قنوج مین داخل ہوا ایک قلعہ نظر آیا کہ رفعت سے سر بفلک کشیدہ اور متانت مین جہان بے عدیل
واقع ہوا وہان کے راجہ ذی شوکت کا نام کورہ تھا سلطان محمود کی افواج دریا مواج کی کثرت اور سپاہ کا تجمل و حشمت
دیکھ کر حیران اور مبہوت ہوا اور مقابلہ اور مجادلہ کا خیال اپنے دل سے محو کر کے ایلچی کاردان اور مدبر بھیجکر اظہار اطاعت و فرمانبرداری
کیا اور ہمیشہ کو سعادت ازلی اسکے دامنگیر ہوئی یعنی بہ رغبت تمام فرزندان اور ملازمون کو ساتھ لیکر قلعہ سے برآمد ہوا اور عنایات
سلطانی اور مراحم خاقانی کے سبب سے مخصوص ہوا اور حبیب السیر اسلام کے قول سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور سلطان محمود
تین روز کے بعد میرٹھ کے قلعہ کیطرف متوجہ ہوا اور وہانکا راجہ ہردت وہ قلعہ مردم معتبر کے سپرد کر کے خود کسی طرف نکل گیا
اور اہل قلعہ نے تاب مقاومت کی نہ لا کے دو لاکھ اور پچاس ہزار روپیہ اور تیس زنجیر فیل پیشکش کر کے امان پائی سلطان بھی
وہان سے کوچ کر کے قلعہ مہاون پر جو آب جون یعنی جمنا کے کنارے واقع ہے فوج کش ہوا اور وہانکا راجہ کلچند نام ہاتھی پر سوار
ہوا اور چاہا کہ دریا سے عبور کرے فوج سلطانی ہوا کیطرح تعاقب کنان اسکے سر پر پہنچ گئی اسنے خنجر پیدا اور کھینچکر پہلے اپنی رانی اور
فرزندون کا سر کاٹا اسکے بعد خنجر اپنے سینہ پر مار کر رخت ہستی دار البوار مین کھینچا اور اُس ولایت سے اسقدر غنیمت ہاتھ آئی
کہ خامہ و زبان اسکی شرح سے عاجز ہے چنانچہ از انجملہ اسی فیل کوہ تمثیل تھے اس مہم کے فراغ کے بعد سمع شریف
مین پہونچا کہ اس حدود مین ایک شہر بنام متھرا کے مشہور ہے اور کرشن باسدیو کا مولد ہے اور ہنود اسے پیغمبر اور محل حلول واجب
تعالی جانتے ہین اور شہر متھرا معموری اور آبادی مین نظیر نہین رکھتا اور اسقدر عجائب اور غرائب اُس شہر مین ہین کہ
زبان ناطقہ اُسکے وصف سے عاجز ہے سلطان محمود دام اللہ انارہ یہ کلام سنتے ہی اُس شہر کیطرف روانہ ہوا اور باوصف
اسکے کہ وہ شہر دہلی کے راجہ سے علاقہ رکھتا تھا اور کسی نے قدم ممانعت آگے نہ بڑھایا تھا سلطان نے تائید ایزدی سے
بلا مزاحمت اور مخاصمت فائز المرام ہو کر اس شہر کو غارت فرمایا اور بتخانون کو کہ اصل شہر اور حوالی مین تھے آتش زنی وغیرہ سے
ویران کر کے مال وافر اپنے تصرف مین لایا اور وہانکی عمارات عالیہ اور بتخانے کی تعمیر مشاہدہ کر کے تعجب مین رہا اور ایک نامہ اشراف
اور اعیان غزنین کے نام تحریر کر کے اسمین اس عمارت کا نقشہ درج فرمایا کہ اس شہر مین ہزار قصر آسمان اساس ہین لیکن اکثر انمین
کے سنگ رخام کے بتخانے اسقدر ہین کہ انکا شمار نہین ہوسکتا اور اگر کسی شخص کو ایسی عمارت تعمیر کرنا منظور ہو وے

ایک لاکھ دینار صرف کرے اور استادان چابکدست کی سعی سے دو سو برس مین انجام کو پہونچا اور یہ بھی کہتے ہین کہ سلطان محمود کے اہالیون نے اسمین پانچ بت طلاے خالص کے پائے اور صناع نے اُن اصنام کی آنکھون مین یاقوت سرخ نصب کیا تھا کہ مجموع پچاس ہزار دینار قیمت کے سزاوار تھے اور علاوہ اسکے اُن طلائی بتون مین ایک قطعہ یاقوت برنگ ازرق یعنی نیلگون جڑا تھا کہ چار سو مثقال وزن رکھتا تھا جب وہ بت توڑا گیا اسمین سے اٹھانوے ہزار تین سو مثقال طلاے احمر حاصل ہوا اور چاندی کے بت خرد و بزرگ سو عدد سے زیادہ تھے جب انکو بھی توڑا سو شتر بار ہوے اسکے بعد عمارات مین آگ لگا دی اور بیس روز کے بعد وہان سے کوچ کیا اور تاریخ الفی کی روایت سے واضح ہوتا ہی کہ جب سلطان نے سنا کہ اس اطراف مین دریا کے کنارے سات قلعہ واقع ہین کہ رفعت اور استحکام مین فلک البروج کے ساتھ ہمسری کا دم مارتے ہین یہ سنتے ہی سلطان اُن قلعونکی طرف متوجہ ہوا اور اُن قلعونکا والی دہلی کے راجہ کا باج گذار تھا مضطرب الحواس ہوکر بھاگ گیا سلطان اُن قلعون مین داخل ہوکر سیر و تماشے مین مشغول ہوا اس درمیان مین اسکی نظر چند تختہ ہاے پر پڑی کہ ہنود کے اعتقاد مین تاریخ عمارت انکی سے چار ہزار سال گذرے تھے اہالی اسلام اُن قلعون مین سے جو کچھ پایا متصرف ہوے پھر سلطان کے ہمراہ رکاب قلعہ منج کیطرف راہی ہوے اور وہ قلعہ مردان مقاتل اور آزوقہ سے مملو تھا سلطان پندرہ دن تک انکے محاصرہ مین مشغول رہا اور راہ آمد کی اندر رسد و دکی جب اس امر پر آمادہ ہوا کہ مسلمان بجبر و قہر اسے مفتوح کرین کفار کی ایک جماعت نے عمداً قلعہ سے اُتر کر اپنے تئین ہلاک کیا اور بعضے مع زن و فرزند آگ مین گر کر جلگئے اور انمین سے کچھ لوگون نے زیست سے سیر ہوکر قلعہ کا دروازہ کھولکر دست بخنجر و جمدھر کیا اور مسلمانون سے ایسا لڑے کہ انمین سے ایک زندہ نہ بچا سب تیغ اسلام کے گھاٹ اُترے سلطان غنائم اور اموال قلعہ کا ضبط کرکے قلعہ چندپال کے سمت روانہ ہوا اور چندپال نے مقاومت کی طاقت اپنے سے مسلوب دیکھکر سلطان کے نزول اقبال سے پیشتر مال او متاع عمدہ اور اولاد اور اتباع ہمراہ لیکر اس ملک کے پہاڑون پر پناہ لی اور سلطان محمود اس قلعہ کے مال بقیہ کو اپنے تصرف مین لایا اور غلہ کثرت سے وہان انبار تھا سپاہ پر قسمت کیا اسکے بعد عنان عزیمت چندراے کے مسکن کیطرف کہ وہ بھی کافر خودراے تھا معطوف فرمائی اسنے بھی چندپال کی روش پر قدم زن ہوکر مع اموال و اسباب اتباع اور اشیا کے پہاڑون پر بھاگ گیا منقول ہی چندراے کے پاس ایک فیل نہایت قوی ہیکل اور نامی تھا جیسا کہ ہندوستانی ساتھ اس فیل کے تمثیل یار کر مباہات کرتے تھے اور سلطان نے چندراے سے چند بار بقیمت گران خریدار ہوکر طلب کیا تھا میسر نہوا اب اتفاقاً وہ فیل ایک وقت مین ایک شب کو بے فیلبان چندراے کے اردو سے بھاگ کر سلطان کے سراپردہ کے قریب آیا بادشاہ اسے دستیاب کرکے بہت شاد اور غم سے آزاد ہوا اور خداداد اسکا نام رکھا جب غزنین مین پہونچا غنائم سفر قنوج کا شمار کیا ایک لاکھ دینار اور کرورون درم شمار مین آئے اور پچاس ہزار بردہ اور ساڑھے تین سو ہاتھی اور نفائس انکے علاوہ تھے سلطان محمود نے جب مظفر و منصور ہوکر اس سفر سے مراجعت فرمائی حکم دیا کہ غزنین مین ایک مسجد جامع بنا کرین اور اس مسجد کی اصل عمارت سنگ مرمر اور سنگ رخام مربع اور مسدس اور مثمن اور مدور اس طرز سے تیار کرین کہ دیکھنے والے اسکی استواری اور نقاشی سے متحیر اور دہشت زدہ رہین اور اس مسجد کی عمارت تیار ہونیکے بعد حکم کے بموجب اسے سطح سے ساتھ اقسام زینت اور فروش اور قندیل وغیرہ کے سجا کر ظرفاے وقت شناس اس مسجد کو عروس فلک کہتے تھے اور اس مسجد کے جوار مین ایک مدرسہ بنا کیا اور کتب نفائس اور نسخ غرایب جمع کرکے بہت سے دیہات مسجد اور مدرسہ پر وقف فرمائے جب سلطان محمود کو بناے مسجد کا شوق اور مدرسہ کی تعمیر کا ذوق ہوا باقتضاے

الناس علے دین ملوکہم ہر ایک امرا و اعیان دولت نے بنائے مسجد اور مدارس اور رباطات اور خانقاہون مین مبادرت کی تھوڑے عرصہ مین اسقدر عمارات عالیہ انجام کو پہونچین کہ محاسب سریع الحساب اسکے شمار سے عاجز ہوا اور تمام چیزہاے نفیس سے جو کہ سلطان اس مرتبہ ولایت ہند سے لایا تھا ایک جانور پرندہ قمری کی شکل تھا اسکی عادت تھی کہ جسوقت طعام زہر آلود مجلس سلطانی مین حاضر ہوتا تھا وہ مرغ اضطراب کرتا تھا اور بے اختیار آنسو اسکی آنکھون سے روان ہوتے تھے شاہ نے اُسے اور تحف ہدایہ کے ساتھ خلیفۃ القادر باللہ کیواسطے بغداد مین ارسال کیا اور دوسرا ایک سنگ کہ ہندوستان کی مملکت مین پایا تھا اسکا خواص یہ تھا کہ ہرچند کسی کو زخم عظیم پہونچتا بمجرد اسکے کہ وہ سنگ پانی مین گھسکر اس زخم پر لگائے اچھا ہوتا اور سلطان نے سنہ ۴۱۰ھ چارسو دس ہجری مین ایک فتحنامہ مفصل جمیع فتوحات کہ تائید ایزدی سے اُسے نصیب ہوئی تھین بغداد مین روانہ کیا خلیفۃ القادر باللہ عباسی نے اُسدن ایک مجلس عظیم آراستہ فرمائی اور ارشاد کیا تو وہ فتحنامہ منبرون پر خلائق کے روبرو باآواز بلند پڑھین اور تمام خلائق خرد و بزرگ بسبب بلند ہونے علام اسلام اور منہدم ہونے بنیاد کفر اور ظلام کے پروردگار عالم کا شکر بجالاوین اور سلطان محمود کی تعریف و توصیف مین تر زبان ہوکر حق سبحانہ تعالے سے اسکے واسطے نصرت اور ظفر سوال کرین اور اُسدن بغداد مین اسقدر سرور اور خوشحالی نے انتشار پایا تھا کہ گویا یہ روز بھی ایک عیدہاے مقرری اسلام سے ظہور مین آیا ہی اسلیے کہ جو کچھ صحابہ کرام بلاد عرب اور عجم اور روم و شام رسوم حسنات بجالاتے تھے سلطان محمود نے مملکت ہندوستان مین ظہور پہونچایا اور دنیا اور آخرت کا مکان اپنے لیے آباد کیا اور سنہ ۴۱۲ھ چارسو بارہ ہجری مین ایک جماعت کثیر علما اور صلحا اور اہل اسلام کے متفق ہوکر درگاہ سلطانی مین عرض گذار ہوئے کہ سلطان ہر سال حصول نقد ثواب کیواسطے ہندوستان جاتا تھا اور وہان اسلام کے آثار ظاہر کرتا ہی لیکن عرصہ دراز سے اعراب و قرامطہ کے دست جور سے بیت الحرام کا راستہ مسدود ہوگیا ہی اور مسلمان اُنکی خوف اور ضعف خلفاے عباسی سے ثواب حج کے حاصل کرنے سے محروم اور ناکام ہین سلطان محمود نے اُنکی عرض قبول فرمائی اور ابو محمد ناصحی کو جو ممالک محروسہ کا قاضی القضات تھا امیر حاج یعنی حاجیون کا سردار کیا اور تیس ہزار دینار زر سرخ اعراب کیواسطے جو سر راہ قافلہ لوٹتے تھے اُسے سپرد کرکے بیت الحرام کیطرف روانہ کیا اور اعیان و اشراف اور اکابر و اصاغر کثرت سے اُسکے ہمراہ ہوئے اور قطع مراحل اور طے منازل کے بعد بادیہ مین داخل ہوکر ایک موضع مین کہ جسکا نام فیدی ہی پہونچے اعراب سر راہ الطریق سد عاد حائل ہوکر مانع ہوئے قاضی ابو محمد ناصحی نے مصلحت مصالحہ تجویز کیا اور پانچہزار دینار اُنکے واسطے بھیجے کہ سنگ راہ نہون اور کسیطرف چلے جائین اعراب سردار کہ جسکا نام حماد بن علی تھا قاضی القضات کے فرمان سے روگردان ہوا اور اپنے لشکر کو قافلہ کے نہب و غارت پر مستعد کیا اتفاقات سے اس مابین مین ایک غلام ترک نے کہ قافلہ کی جماعت مین کہ تیراندازی مین صاحب قدرت تھا ایک تیر حماد کیطرف پھینکا اور اُس خودسر کے سر پر پہونچتے ہی مقابل سے گذر گیا اور خانۂ زین سے نیچے آیا اعراب بے توقف اُسکی لاش اُٹھاکر بھاگ گئے قاضی ابو محمد ناصحی نے اُس سال بدلجمعی تمام مناسک حج ادا کیے اور سالماً غانماً مراجعت کی الحمد للہ الملک المعبود علی ذلک اُسی سال یعنی سنہ ۴۱۲ھ چارسو بارہ ہجری مین سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا کہ ہندوستان کے کفار نے زبان سرزنش اور ملامت کی دراز کرکے کالنجر کے راجا نندا کو ملامتین کین کہ تو باوصف خیل و حشم ممتاز ہوکر سلطان محمود کی تو نے کسواسطے اطاعت کی کہ اُسنے قنوج پر لشکر کشی کرکے راجہ کورہ کو قتل کیا سلطان محمود کو یہ خبر نہایت ناگوار خاطر ہوا اور ایکبار ہر مرتبہ سے زیادہ تر لشکر فراہم با ساز و عراق فراوان نندا کے انتقام کا آہنگ کرکے ہندوستان کیطرف متوجہ

ہوا جب جہلم کے ساحل پر پہونچا پنجاب کا راجہ یعنی جیپال کا پوتا کہ چند مرتبہ سلطان کے لشکر کے مقابلہ سے بھاگا تھا انندا کی
کمک کیواسطے لشکر ہمراہ لیکر قتال پر مستعد ہوا اور سلطان کے سر راہ آیا جو آب تمار اور عمیق مانع تھا سلطان کے مقربون
مین سے کوئی اس دریا سے عبور نکر سکا اتفاقاً آٹھ نفر غلام خاصہ سلطان نے ایکبارگی دریا سے عبور کر کے نبیرہ جیپال
کے تمام لشکر کو درہم برہم کیا اور نبیرہ جیپال کا انکے حملہ کی تاب نلایا کچھ لوگونسے راہ فرار پائی اور غلامون نے وہان سے
ایک شہر مین کہ وہانسے قریب تھا جاکر غارت اور تاراج کیا اور تبخانون کو بھی یک لخت ویران اور مسمار کیا اور یہ امر بھی فوق العقول
مخفی اور عجیب نرہے کہ آٹھ نفر بادشاہی لشکر کو ہزیمت نہین دے سکتے یقین ہے کہ یہ آٹھ نفر امرا سے تھے جنھون نے
مع اپنے لشکر دریا سے عبور کر کے ایسا کام نمایان کیا اور دشمن سے سبقت لیگئے الغرض وہان سے راجہ نندا کے ممالک
محروسہ کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بھی جرأت کو کام فرما کر کے جنگ پر آمادہ ہوا اور چھتیس ہزار سوار اور پینتالیس ہزار
پیادہ اور چھ سو فیل لیکر سلطان کے مقابل آنکر ڈیرہ کیا اور سلطان نے بلندی پر چڑھکر اسکے لشکر کو چشم قیاس سے مشاہدہ
فرمایا اور اسکے افواج کثیر اور اپنا لشکر قلیل دیکھکر اپنے آنے سے پشیمان ہوا اور اسوقت جبین نیاز خضوع اور خشوع کی زمین پر
رکھکر درگاہ الٰہی سے فتح و ظفر مسئلت کی اور اسکا تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیے
کہ دفعتاً نندا کا آفتاب اقبال برج زوال مین آیا اور رعب کو ایک خوف عظیم اسکے دل پر طاری ہوا اور بدحواسی کے عالم مین
تمام سلب و سامان اپنا فرودگاہ مین چھوڑکر راہ فرار پائی اور دوسرے روز سلطان اسکی مفروری سے مطلع ہوکر سوار ہوا
اور اول کمین گاہ ہونیکا اپنے دلمین خیال کیا پھر کفار کے غدر اور مکر سے مطمئن ہوکر غارت کا حکم صادر کیا اور غنیمت وافر اور
خزانہ متکاثر سپاہ اسلام کے ہاتھ آیا اور اسکے اطراف کے جنگل مین سے پانسو اسی زنجیر فیل دستیاب ہوئے اور چونکہ
سلطان کو ولایات عقب سے یعنی پنجاب وغیرہ سے دلجمعی نتھی اس سے اسی فتح پر اکتفا کر کے غزنین مین معاودت فرمائی
تذکرہ ولایات قیرات اور ناردین کے مفتوح ہونیکا - اس سال خبر پہونچی کہ قیرات اور ناردین کہ ممالک
سرحد ہندوستان سے ہین وہانکے باشندون نے مسلمانی کا حلقہ اپنی گردن مین نہین ڈالا ہے اور شرع محمدی کی اطاعت اور پیروی
سے روگردان ہوکر اکثر لوگون نے بت پرستی اختیار کی ہے سلطان نے لشکر عظیم فراہم کر کے درودگر اور آہنگر اور سنگ تراش کی
ایک جماعت کثیر ہمراہ لیکر اس دیار کیطرف روانہ ہوا پہلے قیرات پر حملہ آور ہوا اور فتوحات غیبی سے اسے مفتوح کیا اور ظاہرا
قیرات ایک مقام سردسیر مابین ہند اور ترکستان کے واقع ہے میوہ افراط سے پیدا ہوتا ہے اور چونکہ وہانکے حاکم نے سلطان کی
اطاعت بدل قبول کی اور مع باشندہا ے اس دیار کے شرف اسلام سے مشرف ہوا اور سلطان نے حاجب علی
بن ارسلان جاذب کو ناردین کی تسخیر کیواسطے روانہ کیا اسنے جاتے ہی اس مقام کو بھی سر کیا اور اموال بیشمار اور بردے
ہزارہا ہزار اسکے ہاتھ لگے جب وہانکے تبخانہ کلان کو مسمار کیا اسمین سے ایک لوح سنگین کندہ ہوئی برآمد ہوئی کہ ہنود کے اعتقاد
مین اسکی تعمیر سے چالیس ہزار سال منقضی ہوئے تھے سلطان نے وہان جاتے ہی ایک قلعہ تعمیر فرمایا اور علی بن قدر
سلجوقی کو کوتوال کر کے اپنے دار الملک کیطرف مراجعت کی - **تذکرہ لاہور کے تسخیر کا** - سلطان محمود نے
سنہ ۴۱۲ چار سو بارہ ہجری مین آہنگ کشمیر مصمم کیا اور قلعہ لوہ کوٹ کو محاصرہ کر کے ایک مہینے کامل اوقات صرف کی اور
چونکہ وہ قلعہ نہایت سنگین تھا باوصف مساعی جمیلہ تسخیر نہوا وہانسے برآمد ہوکر لاہور مین آیا اور وہان فروکش ہوکر لشکر لاہور
کے اطراف و جوانب مین تاخت و تاراج کیواسطے پراگندہ کیا اور غنیمت حد و حصر سے افزون اسکے تصرف مین آئی اور

اس مرتبہ جیپال کا پوتا ضعیف اور زبون ہوا تھا اجمیر کے راجہ کے پاس پناہ لیگیا سلطان بلدہ لاہور پر قابض ہوا اور ایک امرائے معتمد کے سپرد کیا اور بہت عمال امین اور صاحب تدبیر ولایت پنجاب پر مقرر فرمائے تاخت اور تاراج مملکت کبرے پر توجہ فرمائی امد لشکر ظفر پیکر اس ملک مین متعین کیے کہ خطبہ اس ملک کا اپنے نام پڑھوایا اور ابتدا سے بہار مین غزنین مین گیا اور سنہ ۴۱۳ھ چارسو اور تیرہ ہجری مین لاہور کے راستہ سے پھر ولایت نندا کا آہنگ کیا جب گوالیار کے قلعہ مین پہونچا اُسکے لینے کی طمع کر کے محاصرہ کیا اور چار دن کے بعد اس قلعہ کے راجہ نے ایلچی کاردان اور چرب زبان کی صحابت سے پینتیس زنجیر فیل سلطان کے حضور بھیجے اور صلح کی پھر سلطان نے کالنجر کیطرف کہ نندا کا مسکن تھا رجوع کی اور وہان پہونچتے نندا کو قلعہ بند کیا نندا تین سو زنجیر فیل قبول کر کے صلح کا طالب ہوا جب سلطان نے اسکی استدعا منظور فرمائی نندا نے امتحاناً تین سو ہاتھی بے مہاوتوں کے نکالکر صحرا مین چھوڑ دیئے اُسوقت سلطان کے حکم سے ترکون نے انھین گرفتار کر کے سوار ہوئے اور اہل قلعہ یہ جرأت دیکھکر متحیر ہوئے اور ترکون کا حساب کرنے لگے اور نندا نے سلطان کی مدح مین بزبان ہندی ایک شعر موزون کر کے بھیجا سلطان نے وہ شعر فضلائے ہند و عرب و عجم کو کہ اسکی ملازمت مین حاضر تھے دکھلایا سب نے متفق ہو کر اُسکی تحسین کی سلطان نے اس شعر پر مباہات کر کے پندرہ قلعہ کی حکومت کا فرمان کہ ایک اُنمین کا لنجر تھا مع تحائف دیگر اُسکے صلہ مین صادر فرمایا نندا نے بھی اموال اور جواہر بے نہایت اسکے عوض سلطان کی خدمت مین ارسال کیا یہانتک کہ اس ملک سے دست بازکش ہو کر غزنین مین معاودت فرمائی اور سنہ ۴۱۵ھ چارسو پندرہ ہجری مین اپنے لشکر کا جائزہ لیا اس لشکر کے سوا جو اطراف ولایت مین تعینات تھا چون ہزار سوار اور تین سو ہاتھی قلعہ بند ہوئے اس عظمت و شوکت سے بلخ مین گیا اُن روزون ماوراء النہر کے باشندے دست جور سے شاکی اور فریادی ہوئے تذکرہ سلطان کی روانگی کا بلخ کیطرف۔ سلطان نے اسکے دفع کرنیکا آہنگ کر کے جیحون سے عبور کیا ماوراء النہر کے سردار اسکے استقبال کو حاضر ہوئے اور اپنے حوصلہ کے موافق نذرین گذرانین اور یوسف قدرخان جو تمام ترکستان کا شاہ تھا استقبال کو آیا اور ازراہ محبت و تپاک سلطان سے ملاقات کی اور سلطان اُسکے آنے سے نہایت محظوظ ہوا اور جشن کی محفل آراستہ کر کے ایک نے دوسرے کو ہدایا اور سوغاتین دین اور صلح اور صفائی کے ساتھ رخصت ہوئے اور علی تگین سلطان کی فوج کشی سے خبردار ہو کر بھاگا سلطان نے لوگ اسکے تعاقب مین بھیجے اور وہ اُسے گرفتار کر لائے سلطان نے اُسے طوق و سلاسل مین مسلسل کر کے ہندوستان کے ایک قلعہ مین محبوس کیا اور خود غزنین مین آیا اور اسی سال یعنی سنہ ۴۱۵ھ چارسو پندرہ ہجری مین وقائع نگارون نے اُسے یہ خبر پہونچائی کہ اہل ہند کہتے ہین کہ ارواح اجسام سے جدا ہونیکے بعد سومنات کی خدمت مین حاضر ہوتے ہین اور وہ ہر ایک روح کو ارواح مذکورہ سے جس بدن کے لائق جانتا ہے حوالہ کرتا ہے لیکن بطریق تناسخ اور اسیطرح اعتقادات انکا سومنات سے یہ بھی ہے کہ مد و جزر دریا کا اسکی عبادت کیواسطے ہے اور برہمہ کہتے ہین کہ جو سومنات اُن بتون سے کہ انھین سلطان محمود نے توڑا ہے رنجیدہ تھا اسلیئے اُسنے انکی حمایت نہ کی ورنہ الا چشم زدن جسکو چاہے ہلاک کر سکتا ہے اور (یعنے ہنود ۱۲) علاوہ اسکے یہ بھی انکا عقیدہ ہے کہ سومنات بادشاہ ہے اور باقی اصنام اسکے نوکر چاکر ہین یہ سنتے ہی سلطان محمود نے ارادہ فتح سومنات اور عزیمت قتل بت پرستان نکوہیدہ صفات کر کے دسوین شعبان کو ساتھ لشکر جرار تیس ہزار سوار طلوعہ کے بے مشاہرہ اور مواجب ترکستان کی ولایت سے آکر اسکے اردوے ظفر قرین مین حاضر تھے اپنے ہمراہ لیکر سومنات کیطرف عازم ہوا اور وہ ایک شہر ہے وسیع دریائے عمان کے ساحل پر واقع ہے اور جائے عبادت برہمنان تمام کفار نکوہیدہ کردار ہے اور سومنات